امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا محمد سعید مسعودیؒ
- انسانی عظمت کے چند ستون
- بچوں کی پرورش اور والدین کی ذمہ داریاں
- جمہوریت میں آوازیں سنی جاتی ہیں
- چین سنگین مسائل سے نبرد آزما
- سلطان محمود غزنوی......
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 10 مورخہ ۱۳/ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۹/ مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

خود اعتمادی کے ساتھ میدان میں ڈٹے رہئے

انسان کو اپنی زندگی کے تمام چھوٹے بڑے مراحل میں سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے وہ جذبۂ عمل، خود اعتمادی اور ہر جگہ پر اس کے مناسب اسباب کا صحیح استعمال ہے، یہی وہ کامیابی کی کنجی ہے جس کو استعمال کرکے ہر بڑے سے بڑے قفل کو کھولا جا سکتا ہے، اور ہر مسئلہ کو آسان بنایا جا سکتا ہے، بلکہ یہی وہ کامیابی کا راز ہے جو نظروں سے اوجھل رہ جانے کی صورت میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مسائل حل ہونے کے بجائے اور زیادہ الجھ جاتے ہیں، غور کیجئے تو پوری زندگی کا ہر ہر لمحہ مشکلات و مطالبات کا ایک سلسلہ لامتناہی ہے، اگر انسان اس سلسلہ کو دیکھ کر گھبرا جائے اور ہمت ہارنے لگے تو یہ زندگی اس کے لئے ایک قیامت بن جائے اور چند لمحے اس کے لئے جینا محال ہو جائے، دنیا کی زندگی اگرچہ چند روزہ اور اس کی مدت بہت تھوڑی ہے، لیکن یہ اس اصل اور حقیقی زندگی کی تمہید ہے جس کو آخرت کی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں اور دنیا کو اس اصل زندگی کی یا ناکامی کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔

جب دنیا دارالامتحان ہے تو اس دنیا کی زندگی بھی بلاشبہ امتحان و آزمائش کی بنیاد پر قائم ہے، جن لوگوں نے اسلام کو سچا مذہب مان کر اس کو اپنایا اور خدا اور رسول پر ایمان لانے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، ان کے لئے تو یہ زندگی سراسر آزمائش ہے، اس میں نہ جانے کتنے بڑے بڑے امتحانات سے ان کو گذرنا پڑتا ہے اور کس کس طرح ان کو آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، لیکن مؤمن مخلص حوادثات زندگی سے گھبرائے بغیر پورے صبر و سکون کے ساتھ اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے بڑی ثابت قدمی سے ان صبر آزما لمحات سے گذر جاتا ہے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے ایک امتحان و آزمائش سے نکلنے اور دوسرے امتحان و آزمائش میں داخل ہونے کی توفیق بخشی، قرآن کریم نے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مومنین کو مخاطب کیا ہے۔

”اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ اور مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے جن کی یہ عادت ہے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو معہ مال و اولاد حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب دنیا سے اللہ کے پاس جانے والے ہیں“۔

کس قدر تاکید کے ساتھ فرمایا ہے کہ ہم تم کو ضرور آزمائیں گے اس راہ میں اس طرح کی ہولناکیوں اور قسم قسم کے اندیشوں اور حوادثات سے، لیکن بشارت انہیں لوگوں کو ہے جو ان تمام صبر آزما مراحل سے پوری خندہ پیشانی اور جذبۂ شکر کے ساتھ گذر کر کہیں کہ انا للہ و انا الیہ راجعون ہم تو ایک حقیر ترین بندے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں ہم کو لوٹنا ہے، اگر ہم ان مصیبتوں اور آزمائشوں کو ناقابل برداشت سمجھیں اور ان پر شکوہ طراز ہو جائیں تو یہ کتنی بڑی ناکامی ہوگی ہمارے امتحان کی اور کس قدر توہین ہوگی ہمارے مقام کی، جذبۂ عمل اور خود اعتمادی کی دولت سے محرومی انسان کو ہر مقام پر ناکام و ذلیل بنا سکتی ہے، دوسرے الفاظ میں ہم اس مفہوم کو اپنی ذات و مقام پہچاننے سے تعبیر کر سکتے ہیں، انسان دراصل اس کے بغیر نہ تو کسی امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے، اور نہ وہ پُر مسرت اور مطمئن زندگی ہی بسر کر سکتا ہے، اسلام صرف یہی پیغام نہیں دیتا کہ دنیا دارالامتحان ہے، اس کی ہر چیز فانی ہے، زندگی چند روزہ ہے اور مال و دولت ایک حقیر شئی ہے، بلکہ وہ جد و جہد اور عمل پرداز ہونے کی دعوت دیتا ہے، وہ کوشش و محنت پر ابھارتا ہے، وہ بتاتا ہے کہ انسان کا مقام کیا ہے، اس کی عظمت و کرامت کا تقاضہ کیا ہے، عزم و عمل اور سعی و کوشش ہی دراصل اس کے تقدس کا نشان اور اس کی عظمت کی شان ہے، اس کی بلند ہمتی اس کی عالی ظرفی کی پہچان ہے اور اپنے مقام سے اس کی آشنائی اس کی بلند پروازی کی تمہید ہے، اللہ تعالیٰ انسان کی افضلیت کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

”اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فوقیت دی“۔

اس تکریم و تفضیل کو جو حضرت انسان کو اس کے خالق کی طرف سے عطا ہوئی ہے ذرا غور سے دیکھئے پھر سوچئے کہ اس نے اس انعامِ عالی مقام کی کتنی قدر شناسی کی، اور اس جوہر بیش بہا کو کہاں تک گلے لگایا؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اپنے صحیح مقام و مرتبہ سے آشنا ہوتے تو ہرگز اس پستی میں گرنا گوارا نہ کرتے جس میں آج صرف انسان ہی نہیں بلکہ خیر امت ہو کر ہم گرتے چلے جا رہے ہیں اور اس قعرِ مذلت کو کبھی اس بام عروج کے مقابلہ میں ترجیح نہ دیتے جو بحیثیت انسان کے ہمارے لئے انتہائی شرم و ذلت کا باعث ہے، خیر امت ہونا تو بڑی بات ہے۔

ایک طرف انسان کی اس عظمت و برتری کا ذکر فرمایا گیا تو دوسری طرف اس کو جد و جہد اور سعی پیہم کی دعوت بھی دی گئی کہ مبادا وہ اس غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جائے کہ اس کے لئے اب اس دنیا میں کسی عمل اور محنت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس عظمت و تقدس کا جوہر اسی وقت کھلتا ہے جب وہ عمل کے میدان میں آتا ہے اور اپنی زندگی کو سنوارنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، قرآن کریم کی زبان میں ارشاد ہوا۔

”اور یہ کہ انسان کو ایمان کے بارے میں صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور یہ کہ انسان کی سعی بہت دیکھی جائے گی پھر اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ سب کو اپنے پروردگار کے پاس پہونچنا ہے“۔

ان آیتوں میں کس طرح عمل کی ترغیب دلائی گئی ہے اور جد و جہد پر کیسے دلکش انداز میں ابھارا گیا ہے، جتنا ہی غور کرتے جایئے جوش عمل پیدا ہوتا چلا جائے اور زندگی میں ایک حرکت و نمو اور بیداری و ولولہ ابھرتا چلا جائے، زندگی کے اس راز کو جو بھی پالے گا وہ جوش و حرکت کی ایک تصویر بن جائے گا اور ایک لمحہ بھی وہ بے عمل ہو کر رہنا گوارا نہ کر سکے گا۔ آشنائے راز زندگی اقبال نے کہا ہے۔

جوش کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز
راز ہے راز تقدیر جہاں تگ و تاز

جوش عمل میں بھی صحیح بصیرت اور اس نور ہدایت سے ہٹ کر کبھی کامیابی نہیں حاصل کی جا سکتی ہے، جو اسلام کی تعلیمات میں موجود ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے صحیح مقام سے آشنا ہو، اور اپنی صحیح منزل کو جانتا ہو، اس کو اپنی ذات پر اتنا اعتماد ہو کہ وہ دوسروں کا دست نگر بن کر نہ رہے، بلکہ اپنی قوت و ہمت کے سہارے اپنے صحیح مقصد کو حاصل کرنے اور اپنی منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے کوشش کرے اور اس کے لئے جن جائز اور مناسب اسباب کا سہارا لینے کی ضرورت پیش آئے ان کا سہارا لے اور ان کو منزل مقصود تک پہونچنے کا صرف ایک ذریعہ تصور کرے۔

یہ دنیا دارالاسباب بھی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ مسبب الاسباب سے قطع نظر کرکے صرف اسباب ہی کا غلام بن جائے اور اسی کو سب کچھ سمجھنے لگے، یہ خدا فراموش اور دین سے بیزار قوموں کا امتیاز تو ہو سکتا ہے لیکن مسلمان قوم جس کو خیر امت کے لقب سے نوازا گیا ہو اس کا شیوہ نہیں ہو سکتا ہے، ویسے اس تلخ حقیقت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے جس طرح ایک زمانے میں اپنی قوت ایمانی سے تاریخ کو محیر العقول واقعات سے بھر دیا اور ساری دنیا اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو بے سر و سامانی کے باوجود اپنے عظیم کارناموں سے دہشت زدہ کر دیا، اسی طرح اس عہد میں مسلمانوں نے حقیر سے حقیر قوموں کے مقابل میں سب کچھ ہوتے ہوئے اور تمام مادی اسباب و وسائل کے مالک ہوتے ہوئے ایسی بے بسی اور کمزوری کا مظاہرہ کیا کہ مادہ پرست قومیں بھی اس پستی کو دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

خود اعتمادی کی دولت سے محروم ہونے کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر معمولی بات کو بہت اہم اور خطرناک تصور کرنے لگے ہیں اور ظاہری حالات کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور اپنے چھپے ہوئے طاقت کے اس خزانہ سے بالکل غافل ہیں جس کو ایمان کی طاقت کہتے ہیں، ایمان آج بھی اسی طرح تر و تازہ اور زندہ جاوید ہے، جس طرح وہ قرن اول میں تھا، ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اس کو اپنے دل میں جگہ دیں اور صحیح طور سے اس کی تربیت و نگرانی کرتے رہیں اور اس کے مطالبات اور تقاضوں کو پورا کریں تاکہ ہمارے اندر عزم و ہمت، جوش و عمل اور ولولہ زندگی اور حرکت، خود اعتمادی اور خدا سے صحیح تعلق پیدا ہو جائے، اور اپنی زندگی میں ہم دوسروں کے دست نگر بن کر نہ رہیں بلکہ دوسری قومیں اپنی تمام ظاہری آب و تاب اور طاقت و قوت، ترقی و پیش روی کے باوجود ہماری محتاج ہوں اور ہم سے اسی طرح ڈرنے لگیں جس طرح مٹھی بھر نہتے مسلمانوں سے اسلامی تاریخ کے پہلے دور کی قومیں ڈرتی تھیں۔

اس حقیقت کو بروئے کار لانے کے لئے ہم کو پوری خود اعتمادی کے ساتھ میدان عمل میں آنا ہوگا، اور اپنے اندرونی اور ایمانی جذبہ کے ساتھ ان تمام مشکلات و مسائل کا سامنا کرنا ہوگا جو ہمارے لئے ہر ہر قدم پر موجود ہیں اور جن سے ہم اس وقت تک چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ ہم اپنی اصل توانائی اور سچے جذبہ کے ساتھ ان کا مقابلہ نہ کریں، آج مسلمانوں کو بے شمار مسائل درپیش ہیں اور زندگی کے ہر میدان میں ان کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ **(مولانا سعید الرحمان الاعظمی ندوی)**

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

پہلے تحقیق کیجئے، پھر بولئے

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کروزمین میں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں، یاد رکھو بے شک یہی لوگ مفسد ہیں، لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔

وضاحت:۔ انسانی سماج میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو فتنہ وفساد اور بگاڑ وٹکراؤ کا ماحول بنانے کے لئے افواہیں پھیلاتے ہیں، بے بنیاد اور خواہ مخواہ کی باتیں کرتے ہیں، اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر کرتے رہتے ہیں، اور جب ان کو اس طرح کی گفتگو کرنے سے منع کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کے جذبے سے ایسا کرتے ہیں، حالانکہ ان کے دل میں بغض وعداوت اور نفرت کی آندھی ہوتی ہے، اگر اصلاح مقصود ہوتا تو صاحب معاملہ سے براہ راست گفت وشنید کرتے اور انہیں ان کی کمزوری دور کرنے پر توجہ دلاتے، مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا، بلکہ اگر آپ غور کریں تو دنیا میں اکثر آپسی تناؤ اور بگاڑ انہیں جھوٹی خبروں اور افواہوں کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے، دیکھا یہ گیا کہ لوگ خودساختہ خبروں کو کچھ اس طرح دلچسپی اور تاثر کے ساتھ مرتب کرتے ہیں کہ اس میں کذب بیان اور دروغ گوئی کا شائبہ تک نظر نہیں آتا اور اس سے دو انسانوں کے درمیان کشیدگی کی فضا اور بدامنی کا ماحول بن جاتا ہے، ذہن میں انتقام کا جذبہ پروان چڑھنے لگتا ہے، پھر اختلاف وانتشار کے نئے نئے دروازے کھل جاتے ہیں اور بالآخر خوشگوار انسانی ماحول آپسی بگاڑ کا شکار ہوجاتا ہے، ایسے وقت میں صرف خبروں کی ظاہری خوشنمائی ورعنائی پر اعتماد نہ کرنا چاہئے، بلکہ سنجیدگی سے حالات کا جائزہ اور واقعات ومعاملات کا تجزبہ کرنا چاہئے، اس لئے اللہ رب العزت نے ایک جگہ معاشرہ کی اصلاح ودرستگی کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ بلاتحقیق وتفتیش کے کوئی بات نہ کہو، اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلو، کہیں کسی قوم کی نادانی سے تکلیف نہ پہونچاؤ پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ گے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے کہ اکثر نزاعات و مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے، فرض کیجئے کہ ایک بے راہ اور تکلیف دہ آدمی نے اپنی کسی خیال اور جذبے سے بے قابو ہوکر کسی قوم کی شکایت کی اور ہم اس کے بیان پر اعتماد کرکے اس قوم پر چڑھ دوڑے پھر بعد میں معلوم ہوا کہ اس شخص نے غلط کہا تھا تو خیال کرو اس وقت کس قدر پچھتانا پڑے گا اور اپنی جلد بازی پر کیا ندامت ہوگی اور اس کا نتیجہ اسلام کے حق میں کیا خراب ہوگا، اس لئے ہر مومن بندہ کو نفاق سے بچنا چاہئے۔

ناانصافی اور حق تلفی سے بچئے

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ معزز قبیلہ کی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، قبیلہ کے لوگوں نے حضرت اسامہؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کے لئے بھیجا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم سے پہلے کی قومیں ہلاک ہوگئیں جب کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کردیتے اور قسم خدا کی اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو محمد اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے۔ (بخاری شریف، کتاب الحدود)

وضاحت:۔ اسلام کے اصول حکمرانی کا امتیازیہ ہے کہ اس کی نگاہ میں تمام انسان برابر ہیں، اس کے یہاں خاندانی وجاہت وشرافت یا عہدہ ومنصب کی بنیاد پر قانون میں کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں ہے، ہاں اخلاقی طریقے پر بڑوں کی عزت و تکریم کرنا اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت کا برتاؤ کرنا انسانی تقاضہ ہے، لیکن حدود وقصاص کے نفاذ میں کوئی ترجیح حاصل نہیں ہے کہ کسی غریب آدمی نے حق تلفی کی تو اس کو مجرم تصور کرکے سزادی جائے اور شرفاء، مالدار اور صاحب وجاہت کو معاف کردیا جائے، ایسا کرنا قانون مساوات اور عدل وانصاف کے خلاف ہے، اسلام چاہتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ عادلانہ ومنصفانہ برتاؤ کیا جائے، کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی اور حق تلفی نہ ہو، البتہ اس نے جرم کی نوعیّتوں پر سزائیں مقرر کی ہیں، ان میں سے بعض کو حدود اور بعض کو قصاص کہا جاتا ہے، حدود وقصاص کا نفاذ معاشرے سے فساد اور بدامنی کو ختم کرنے کے لئے رکھا گیا کہ لوگ جرائم سے باز آجائیں، اور دوسرے لوگ اس سزا سے عبرت پکڑیں، اس لئے اسلام نے مختلف جرائم پر الگ الگ سزائیں مقرر کی ہیں، مثلا چوری کی سزا نص قطعی سے ثابت ہے کہ چور کے ہاتھ کو کاٹا جائے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کے کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا کہ خوف سزا کی وجہ سے دوبارہ جرم کے ارتکاب کا بھی تصور نہ کرے، یہ اور بات ہے کہ مال مسروقہ کی حیثیت کو دیکھا جائے گا، اگر مسروقہ چیز مالیت رکھتی ہو اور خفیہ طریقے سے ارتکاب جرم کیا ہو تو یہ سزادی جائے گی جس کی تفصیلی بحث کتب فقہ میں موجود ہے، اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ معاشرہ اور سماج میں امن وسلامتی قائم رہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت اسامہ نے مذکورہ قانون کی سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بدل گیا، اور ارشاد فرمایا کہ ماضی میں قوموں کی ہلاکت وبربادی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ صاحب ثروت لوگ اپنے جرم سے بچ جاتے تھے اور کمزور اس کے شکار ہوجاتے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کی حق تلفی سے بچنے کی بارہا تلقین کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

دوسری جگہ ارشاد ہے: جس نے کسی وارث کو اس کے حصہ میراث سے محروم کردیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کی جنت کے میراث سے محروم فرمادیں گے۔ (مشکواۃ المصابیح)

اس لئے اسلام اللہ کے بندوں کے ساتھ عدل وانصاف چاہتا ہے، جو کوئی بھی جرم کرے گا اس کو سزا ملے گی چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

عورت کو کفن دینے کا طریقہ

عورت کو کتنے کپڑے میں کفن دینا مسنون ہے؟ کفن کی تفصیل وترتیب کیا ہے؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا مسنون ہے؛ (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص (۴) سینہ بند (۵) سربند (اوڑھنی)

”ان لیلیٰ بنت قائف الثقیفة قالت کنت فیمن غسل ام کلثوم ابنة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عند وفاتها فکان اول ما أعطانا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الحقاء ثم الدرع ، ثم الخمار، ثم الملحفة ثم ادرجت بعد فی الثوب الأخر،قالت و رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جالس عند الباب معه کفنهایناولناها ثوباً ثوباً“ (سنن ابی داؤد؛ ۳۱۵۰ کتاب الجنائز)

ازار: لمبائی سر سے پیر تک

لفافہ (بڑی چادر): لمبائی ازار سے اتنا فاضل ہو کہ سر اور پیر کی جانب باندھا جاسکے

قمیص: گردن سے پیر تک

سینہ بند: سینہ سے لے کر ران تک

سربند (اوڑھنی): اتنا لمبا ہو کہ سر سے لے کر سینہ تک بالوں کو ڈھانکا جاسکے۔

قوله: (ازار الخ) هو من القرن إلی القدم والقمیص من اصل العنق إلی القدمین بلا دخریص و کمین، و اللفافة تزید علی ما فوق القرن و القدم لیلف فیها المیت و تربط من الأعلیٰ و الأسفل.قوله: (وخمار)بکسر الخاء: ما تغطی به المرأة رأسها، قال الشیخ اسماعیل ومقداره حالة الموت ثلاثة اذرع بذراع الکریاس یرسل علی وجهها و لا یلف.قوله: (و خرقة)و الأولیٰ أن تکون من الثديين إلی الفخذین.(رد المحتار: ۳/۹۵-۹۶)

کفن دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھایا جائے، اس کے بعد ازار بچھایا جائے، پھر سینہ بند، پھر قمیص کا نچلا حصہ بچھایا جائے، اور اوپر کا حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیا جائے، میت کو غسل دینے کے بعد اس کو قمیص پر لٹایا جائے، اوپر والا حصہ جس کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھا گیا تھا، میت کے جسم پر پھیلا دیا جائے، میت کے سر میں خوشبو، پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلی، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دیا جائے، پھر سر کے بالوں کو دو حصے کرکے سینہ پر دائیں اور بائیں جانب رکھ دیا جائے، اور سربند یعنی اوڑھنی سر اور بالوں پر اوڑھا کر قمیص پر رکھ دیا جائے، اس کے بعد سینہ بند، پھر ازار، پھر لفافہ لپیٹ دیا جائے، اس طرح کہ ہر کپڑے کا بایاں حصہ نیچے ہو اور دایاں اوپر، اگر سینہ بند کو لفاف اور ازار کے درمیان رکھا جائے تو بھی درست ہے۔

و یوضع الحنوط فی راسه و لحیته و سائر جسده کذا فی المحیط و لا بأس بسائر الطیب عنبر الزعفران و الورس فی حق الرجل کذا فی الایضاح ویوضع الکافور علی جبهته و انفه و یدیه و رکبته و قدمیه. (الفتاویٰ الهندیه: ۲/۱۶۱)

و فی الجوهرة توضع الخرقة تحت اللفافة و فوق الإزار والقمیص و هو الظاهر(البحر الرائق ؛کتاب الجنائز ۳/۳۱۰)

و فی الاختیار ، تلبس القمیص ثم الخمار فوقه ثم تربط الخرقة فوق القمیص(رد المحتار: ۳/۹۹)

فسادات میں مقتول مسلمان شہید ہے یا نہیں

دنگے فساد میں دنگائی لوگ مسلمانوں کے گھر میں گھس کر مردوں اور عورتوں کو قتل کردیتے ہیں، بہت سارے مسلمان دکان، مکان اور مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ لوگ شہید ہوں گے اور ان پر حقیقی شہید کا حکم نافذ ہوگا؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیا جائے، وہ شہید ہے، جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

عن سعید بن زید رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من قتل دون ماله فهو شهید و من قتل دون أهله فهو شهید و من قتل دون دینه فهو شهید و من قتل دون دمه فهو شهید. (سنن ابی داؤد: ۲/۲۵۸)

لہٰذا صورت مسئولہ میں جو بھی مسلمان دنگائیوں کے ہاتھ مارا جائے وہ شہید ہے، اس کو اسی خون آلود کپڑے میں میں بغیر غسل دیے ہوئے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردیا جائے۔

عن جابر رضی اللّٰه عنه قال : رمیٰ رجل بسهم فی صدره أو فی حلقه فمات فادرج فی ثیابه کما هو قال و نحن مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رواه ابو داؤد قال النووی فی الخلاصة سنده علی شرط مسلم (اعلاء السنن: ۸/۳۶۳)

و من قتل مدافعا عن نفسه أو ماله أو عن المسلمین أو أهل الذمة بأی آلة قتل بحدید أو بحجر أو خشب فهو شهید کذا فی محیط السرخسی(الفتاویٰ الهندیه: ۱/۱۶۸)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلدنمبر 60/70 شمارہ نمبر 10 مورخہ ۱۳/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۹/مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

جسٹس مرلی دھر کا تبادلہ

دہلی فساد کی سماعت کرنے اور ریاستی و مرکزی حکومت کو ڈانٹ پھٹکار کرنے والے جسٹس مرلی دھر کا راتوں رات پنجاب، ہریانہ ہائی کورٹ میں تبادلہ کر دیا گیا، مرکزی حکومت کی تجویز، چیف جسٹس سپریم کورٹ کی سفارش اور صدر جمہوریہ ہند کے تبادلہ کی منظوری کے بعد وہ اگلی صبح دہلی ہائی کورٹ کو جج کی حیثیت سے نہ دیکھ سکے، انہوں نے سماعت کے دوران فساد کے چار ویڈیو کلپ دیکھے جس میں پولیس کی کارکردگی شک وشبہ کے دائرہ میں آرہی تھی، انہوں نے آئندہ کل ایف آئی آر کی فہرست مانگی تھی اور فسادات سے جڑے دیگر امور پر سماعت جاری رکھنے کا ذکر کیا تھا، لیکن مرلی دھر جی کے لیے وہ کل اب کبھی نہیں آئے گی۔

یہ صحیح ہے کہ سپریم کورٹ کی کولجیم نے ۱۲/فروری کو ان کے تبادلہ کی تجویز بھیجی تھی، جس پر عدلیہ سے جڑے بہت لوگوں کو اعتراض بھی تھا، خصوصاً اس صورت میں کہ ایسے تبادلے عموماً ترقی کے ساتھ ہوتے ہیں، مرلی دھر جی کا تبادلہ اگر چیف جسٹس کی حیثیت سے ہوتا تو کسی کو اعتراض کا موقع نہیں تھا، لیکن تبادلہ اسی عہدہ پر کیا گیا، پھر راتوں رات کیا گیا، بغیر کسی تاریخ درج کے فوری اثر سے کیا گیا، اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ حکومت نہیں چاہتی تھی کہ بی جے پی لیڈر کپل مشرا پر ایف آئی آر درج ہو جو اس فساد کا ماسٹر مائنڈ ہی نہیں، شریک کار بھی تھا، اس کے علاوہ مرلی دھر چاہتے تھے کہ انوراگ ٹھاکر اور پرویش ورما کے اشتعال انگیز بیانات کا بھی پولس نوٹس لے، کیوں کہ ان سب کے بیانات کی وجہ سے ہی فسادات پھوٹ پڑے تھے۔

اس سب کے جواب میں حکومت کے سالیٹر جنرل تشار مہتہ نے کہا تھا کہ خطا کاروں کے خلاف ایف آئی آر درج کے لیے ابھی مناسب وقت یا سازگار موقع نہیں ہے، جسٹس مرلی دھر اور جسٹس تلونت سنگھ نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ جب سارا شہر جل کر خاک ہو جائے گا تب مناسب وقت ایف آئی آر کا ہوگا، ظاہر ہے کہ یہ بات حکمراں طبقے کے چہرے پر شکن لانے کے لیے کافی تھا، اندیشہ یہ بھی تھا کہ اگر جسٹس مرلی دھر کی بینچ نے آگے سنوائی جاری رکھی تو فسادات کرانے والے سارے چہرے سامنے آجائیں گے، چنانچہ جلد بازی میں انہیں تبادلہ ہی ایک حل سمجھ میں آیا اور اسے وہ کر گذرے، اور مقدمہ جسٹس ڈی ان پٹیل اور جسٹس جی ایس سیتانی کی بینچ میں منتقل کر دیا گیا، اور ان دونوں معزز ججوں نے ایف آئی آر درج نہ کرنے کے لیے حکومت کی دلیل کو بغیر کسی پس وپیش کے مان لیا اور چند روز نہیں پورے چار ہفتہ کی مہلت دے کر کپل مشرا، پرویش ورما اور انوراگ کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے بچا لیا، ان کے لیے ایف آئی آر درج کرنے کا مناسب وقت نہیں تھا اور طاہر حسین پر ایف آئی آر کا مناسب وقت تھا، اس کو بغیر تحقیق کے میڈیا والوں نے بلی کا بکرا بنا دیا، کیجریوال نے نہ صرف انہیں پارٹی سے معطل کر دیا بلکہ ڈبل سزا دینے کی سفارش کر دی، کانگریس کی سابق پارشد عشرت جہاں کو چودہ دن کی حراست میں بھیج دیا ہے، کانگریس نے پولس پر یک طرفہ جانچ کا الزام لگایا ہے، ابھی تک ایک سو ترسٹھ کیس درج ہوئے ہیں، جب کہ شکایتیں پانچ سو پچاس سے زیادہ ہیں۔

جمہوریت کے تین ستون مقنّنہ، منتظمہ اور ذرائع ابلاغ تو پہلے ہی اقتدار کے سامنے سجدہ ریز ہو چکے اور تعظیم اقتدار میں ان کی دستار گر چکی تھی تو کیا اب عدلیہ بھی؟

دوحہ معاہدہ

افغان قوم کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ خوددار، غیور اور جری قوم ہے، تاریخ کے مختلف ادوار میں اس نے سخت سے سخت حالات کا سامنا کیا ہے، جب روس نے اپنی فوج وہاں بھیجی تو افغانیوں نے ان کے دانت کھٹے کر دیے اور اسے ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا، میدان خالی دیکھ کر یہ ملک ۲۰۰۱ء سے امریکہ کی چیرہ دستی کا شکار ہوتا رہا امریکہ اور اس کی حلیف ملکوں نے وہاں اپنی فوج اتار دی، وہاں کی حکومت ان کی پٹھو بن کر کام کرتی رہی، اشرف غنی کی صدارت میں طالبان کو مسلسل جد وجہد کرنی پڑی، اس کے کئی لوگ اس افراتفری میں کام آگیے، لیکن طالبان نے ہمت نہیں ہاری، بالآخر امریکہ کو گھٹنے ٹھیک دینے پڑے اور مذاکرات کی میز پر انہیں لانے کی کوشش شروع ہوئی، اگست ۲۰۱۹ء میں یہ معاہدہ آخری مرحلہ میں تھا کہ ستمبر میں امریکی فوجیوں پر حملہ ہوا اور افغانستان میں ہوئے اس حملہ کو طالبان کے سر منڈھ کر بڑے غرور کے ساتھ ڈونالڈ ٹرمپ نے معاہدہ پر دستخط سے انکار کر دیا تھا، اور معاملہ کھٹائی میں چلا گیا، اس دوران افغانستان میں انتخاب ہوا، اور مصلحت کی وجہ سے اس کا نتیجہ پانچ ماہ بعد جاری کیا گیا اور اشرف غنی منتخب ہو کر پھر سے صدر قرار پائے۔

ادھر مذاکرات دوبارہ شروع ہوئے، قطر حکومت کی غیر معمولی دلچسپی اور امریکہ کو افغانستان میں ہوئے نقصانات نے ایک معاہدہ پر دستخط کرنے کے لیے تیار کیا، دونوں فریق کے لوگوں نے امریکہ اور طالبان کے مابین اس معاہدہ کو افغانستانیوں اور عالمی برادری کے لیے خوش آئند قرار دیا، اس معاہدہ کے بعد چودہ ماہ میں تدریجا افغانستان سے امریکی افواج کا انخلاء ہوگا، طالبان افغانستان کو کسی کے ذریعہ اور کسی بھی ملک کے لئے دہشت گردی کے لئے استعمال نہیں کرنے دے گا، اس طویل جنگ کے دوران جو لوگ قید کیے گیے ہیں، افغانستان حکومت انہیں رہا کر دے گی، طالبان اور افغانستان حکومت کے درمیان میں براہ راست امن کے اس عمل کو مستحکم اور پائیدار بنانے کے لیے مذاکرات شروع کیے جائیں گے، حکومت میں طالبان کی شراکت کا مدار بھی اسی مذاکرہ پر موقوف ہوگا۔

اس تاریخی موقع پر بڑی تعداد میں غیر ملکی سفراء اور سیاست دانوں کو مدعو کیا گیا تھا، قطر کی راجدھانی دوحہ میں اس معاہدہ پر طالبان کی جانب سے ملا عبدالغنی اور امریکہ کی جانب سے جل یئے خلیل زاد نے دستخط کیے اور اس طرح ۱۹/سالہ امریکہ اور طالبان جنگ کا اصولی طور پر خاتمہ ہوگیا، اب یہ دیکھنا ہے کہ اس معاہدہ کو نافذ کس طرح کیا جاتا ہے اور صدر اشرف غنی کس طرح اس امن معاہدہ کو آگے بڑھاتے ہیں، حالاں کہ ان کا کردار اس معاملے میں شروع سے مشکوک رہا ہے اور اطلاعات یہ مل رہی ہیں کہ انہوں نے دہشت گردی کے الزام میں بند طالبان کو رہا کرنے سے انکار کر دیا ہے، اگر یہ معاملہ نہیں سلجھا اور اشرف غنی نے امریکی معاہدہ کا پاس ولحاظ نہیں رکھا تو ملک ایک اور خانہ جنگی کے راستے پر چل پڑے گا، جس سے افغان قوم کا کسی درجہ میں بھلا نہیں ہوگا اور بڑی طاقتوں کو دخل اندازی کا ایک اور موقع فراہم ہو جائے گا۔

شاہی شادی

ویسے تو آپ نے بہت سی شادیوں میں شرکت کی ہوگی اور وہاں بہت کچھ دیکھا ہوگا، مگر ہم اس وقت ایک ایسی شاہی شادی کی تقریب کا تذکرہ کر رہے ہیں جو شاید آپ نے نہ اس سے پہلے کبھی سنا ہوگا اور نہ دیکھا ہوگا، اس شادی نے تو راجوں مہاراجوں کی شادیوں کی یاد تازہ کر دی، ابھی ۴/مارچ کو حکومت کرناٹک کے ریاستی وزیر صحت اور بی جے پی کے دلت لیڈر جناب بی راملو نے اپنی یک لوتی بیٹی رچھیتا کی شادی میں تمام سماجی حدود کو توڑ دیا، روزنامہ پربھات خبر پٹنہ میں چھپی خبروں کے مطابق وزیر صحت کی لڑکی کی شادی حیدرآباد کے ایک بڑے پونجی پتی لڑکے روی کمار سے ہوئی، اس شادی میں ایک تخمینہ کے مطابق پانچ سو کروڑ روپے خرچ کئے گئے، انہوں نے شادی کی تقریب کے لئے ۴۰/ایکڑ زمین میں خوشنما پنڈال بنوایا جس میں ۲۷/کروڑ اور وہیں کار پارکنگ کے لئے ۱۵/کروڑ روپے پانی کی طرح بہا دیا، شادی میں کسی طرح کی کمی نہ رہ جائے اس کے لئے اس کی تیاری تین مہینے پہلے شروع کر دی، وزیر صحت نے اپنی لاڈلی بیٹی کی زینت وآرائش اور کپڑوں کی ڈیزائنگ کے لئے ملک کے مشہور آرٹسٹوں کو جمع کر لیا، فوٹو اور ویڈیوگرافی کے لئے نامور ویڈیوگرافر رامن پلائی کی ٹیم کو بلا لیا، مہمانوں اور باراتیوں کے قیام کے لئے شہر کرناٹک کے فائیو اسٹار ہوٹل کو بک کرایا، یہی نہیں بلکہ شادی کی یہ رسومات ۹/دنوں تک چلتی رہیں جس میں پانچ سو پنڈتوں اور پجاریوں سے منتر پڑھوائے گئے اس طرح وزیر صحت نے بڑے تزک واحتشام سے بیٹی کی شادی کی، اپنی پارٹی کے تمام بڑے سیاسی قدآور لیڈروں اور دوسری پارٹیوں کے ممتاز لیڈروں کو بھی مدعو کیا، جہاں سبھی مرغن کھانوں، ٹھنڈے میٹھے مشروبات سے خوب لطف اندوز ہوئے اور خوب دعائیں دیں۔ اس خبر نے ہمارے رونگٹے کھڑے کر دیئے کہ بھلا بتایئے کہ جس ملک کے لاکھوں لوگ نان جو کے محتاج ہوں، ستر پوشی کے لئے لباس سے عاری ہوں اس ملک کے وزیر دولت کی اس قدر ناقدری کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں اس ملک کے باشندوں کا مستقبل کیا ہوگا، آج کتنی ہی خوبصورت اور خوب سیرت غریب لڑکیاں کنواری بیٹھی ہیں، ان کے والدین اپنی غربت کی وجہ سے بچیوں کی شادیوں کا انتظام نہیں کر پا رہے ہیں، کیا وزیر موصوف کی پیشانی پر ذرہ برابر شکن ہے کہ سماج کی غریب بیٹیوں کی شادی کیسے ہوگی، ہم ان کے ذاتی منافع اور ذرائع آمدنی پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے وہ انکم ٹیکس والے جانیں یا وہاں کے اسپتالوں کی کیا حالت ہے، وہ محکمہ صحت کے عہدیداران سمجھیں، البتہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ وزیر موصوف نے دولت کا بے جا استعمال کر کے غریب بچیوں کی عزت نفس کو ٹھیس پہونچایا جس کو کوئی بھی مہذب سماج اس طرح کی نمود ونمائش والی شادیوں کو پسند نہیں کریگا۔

اک شہنشاہ نے بنوا کے حسین تاج محل
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

دھرنے جاری رہیں

بمبئی ہائی کورٹ اور مجسٹریٹ کورٹ نے ایک عرضی کی سماعت کے دوران کہا کہ شہریت ترمیمی قانون این پی آر اور این آر سی کے خلاف ملک بھر میں شہر سے لیکر قریہ تک جاری پرامن احتجاجی مظاہروں اور دھرنوں کو کسی بھی طرح دستوری لحاظ سے غلط نہیں کہا جا سکتا، اور نہ ہی اس کو بغاوت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، ان ججوں کے مذکورہ تبصرے سے ملک کے آئین اور جمہوری اقدار کی پاسداری ہوئی ہے اور ملک میں جاری دھرنوں کے منتظمین کے حوصلے بلند ہوئے ہیں، کیونکہ دیکھا یہ جا رہا تھا کہ اس کالے قانون کے خلاف جاری پرامن مظاہروں پر حکومت پابندی عائد کرنا چاہ رہی تھی، اور ان کی آواز کو دبانے کے لئے نوجوانوں اور خواتین پر طاقت کا بے جا استعمال کر رہی تھی۔ جس سے اب امید کی ایک کرن جاگی ہے، اس لئے جب تک حکومت اس کالے قانون کو واپس نہیں لے لیتی اس وقت تک پوری قوت اور توانائی کے ساتھ اس دھرنے کو جاری رکھا جائے اور اس کو مزید قوت وتوانائی عطا کی جائے۔ اب مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ خاموش تماشائی نہ بنی رہے، بلکہ مذکورہ قانون سے پیدا ہونے والے خطرات پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے اس قانون کو فوراً واپس لینے کا اعلان کرے۔ ملک بھر میں جاری افراتفری کے ماحول کو ختم کرے، کیونکہ اب ملک کے لوگ جاگ چکے ہیں، اور جب عوام بیدار ہوتی ہے تو امیدوار کی کرسی زمیں بوس ہو جاتی ہے، دنیا ایسی تواریخ سے بھری پڑی ہے جسے عوام نے وقت سے پہلے ظالم حکمرانوں کو اقتدار سے بے دخل کر دیا ہے۔

یادوں کے چراغ

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ

مولانا محمد سعید مسعودیؒ

بالآخر یہ خبر بھی سننی پڑی کہ کشمیر کے صوفی منش سیاستداں، صاحب استقامت وعزیمت رہبر اور عمر رسیدہ عالم دین مولانا مسعودی کو گولیوں کا نشانہ بننا پڑا اور ۱۳/دسمبر ۱۹۹۰ء کو دن کے ایک بجے رب ذوالجلال کے دربار میں ایک مظلوم بندہ حاضر ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

وہ کشمکش حیات سے نکل گئے اور جس طرح نکلے، ان کے لئے تو بہتر ہوا، مگر بہتوں کو بڑا دھچکا لگا، جاننے والے انہیں نیک نامی کے ساتھ جانتے ہیں اور ان کی بڑی صاف ستھری تصویر لوگوں کی نگاہ میں رہی ہے، برسوں سے وہ پورے طور پر یکسو، سیاست سے کنارہ کش، جلسوں اور جلوسوں سے دور تھے، کتابوں کا مطالعہ ان کا مشغلہ رہ گیا تھا، خدا کی یاد ان کی زندگی کا مقصد اور خدا کی بات ان کی گفتگو کا محور تھا، عمر بھی نوے سال کو پہونچ چکی تھی، اب تو وہ زندگی کی امانت کو بہت جوگ کر سنبھالے ہوئے تھے، نہ جانے کیا افتاد پڑی، کون سی ضرورت پیش آگئی کہ گولیوں نے ان کے جسم کو تاک لیا۔

اس سے قبل بھی ان کے گھر پر ایک دھماکہ ہوچکا تھا، دھمکیاں بھی دی جاچکی تھیں، حکومت کشمیر نے انہیں سیکوریٹی کی پیشکش کی، انہوں نے حکومت کی اس پیشکش کو قبول نہیں کیا، بعض اعزاء نے دہلی میں قیام کا مشورہ دیا تو انہوں نے یہ آیت پڑھ دی **این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة** (تم کہیں بھی رہو، چاہے مضبوط برجوں میں رہو، موت تمہیں جالے گی) مولانا مسعودؒ کوئی سال بھر پہلے پانچ چھ ماہ اسپتال میں گذار چکے تھے، ان کے کئی آپریشن بھی ہوئے تھے، اس عمر میں وہ کیسے کیسے جھٹکے سہہ گئے، سچ ہے موت زندگی کی سب سے بڑی گارنٹی ہے جو وقت سے پہلے مرنے نہیں دیتی، اسے جب جہاں جس حال میں اور جس طرح آنا ہے آئے گی اور جب وہ آئی تو مولانا کے منہ سے یا اللہ کی آواز بلند ہوئی۔ خدا کا نام لیتے ہی روح خدا کی طرف بڑھ گئی۔

مولانا مسعودی آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد کشمیر کی سیاست کا جلی عنوان تھے، شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ ان کا نام آتا تھا، شیخ صاحب رفیق خاص اور معتمد تھے، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، اور مختلف منصبوں پر جلوہ افروز ہوئے، آئین ساز اسمبلی کے ممبر بنے، ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۸ء تک راجیہ سبھا کے رکن رہے، کشمیر اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے، نیشنل کانفرنس کے جنرل سکریٹری رہے، بہت کچھ ہوئے، بہتوں کو بنایا، خود اپنے بنانے کے چکر میں کبھی نہیں پڑے۔ استقامت کے ساتھ عزیمت کا دامن تھامے وہ سیاست کی پرخار راہوں سے گذرتے رہے، کہتے ہیں کہ کوئلے کی دلالی میں ہاتھ ضرور کالا ہوتا ہے، مگر مولانا کا ہاتھ اور دامن دونوں داغ دھبے سے بچے رہے، جب کہ کالک پوتنے میں سیاست کوئلہ کی دوکان سے بھی زیادہ مؤثر ہے۔ ان کی طویل سیاسی زندگی بے داغ رہی، سیاسی زندگی کا جب نقطۂ عروج تھا، تب بھی ان کی سادگی میں فرق نہ آیا اور ان کے عالمانہ وقار واحتیاط میں کبھی کہیں سے کوئی رخنہ نہیں پڑا۔

تقریباً چوتھائی صدی کا عرصہ گذر گیا جب ندوۃ المصنفین میں ان سے نیاز حاصل ہوا، مرحوم شیخ محمد عبداللہ اوٹا کمنڈی کی بند فضا سے آزاد کئے جاچکے تھے، کشمیر کے وزیر اعلیٰ میر محمد قاسم صاحب ہوا کرتے تھے، جن کی بالغ نظری، دور اندیشی، عزت نفس اور ایثار پسندی کی مثال آج کی سیاست میں نظر نہیں آتی، وہ دہلی آئے ہوئے تھے، شیخ صاحب بھی دہلی میں موجود تھے، کشمیر کی سیاست کو دہلی میں نئی کروٹ دی جارہی تھی، یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے فیصلہ کن موڑ پر مولانا مسعودی دہلی سے باہر ہوں، قیام دہلی کے انہی دنوں میں وہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی (بانی ندوۃ المصنفین وسابق صدر کل ہند مسلم مجلس مشاورت) سے مشورہ کے لئے آئے، میں بھی وہاں پہونچ گیا، مفتی صاحب نے میرا تعارف کرایا، میرے حوصلہ کو خون تازہ پہنچانے کے لئے اونچے کلمات فرمائے، پھر مولانا مسعودی کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ہمارے شیخ صاحب کے بڑے وفادار اور جانثار ساتھی ہیں، بڑے ذہین آدمی ہیں، شیخ صاحب کی عقل کسی نہ کسی کے پاس رہا کرتی ہے، ایک عرصہ سے یہ امانت مولانا مسعودی کے پاس ہے، مولانا مسعودی نے گلے لگایا، اور والد بزرگوار امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی (جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کی خیریت دریافت کی اور کہا کہ وہ میرے ساتھی ہیں، اسی تعلق کی بناء پر انہوں نے مجھ سے کئی درسی سوالات کئے جس سے اندازہ ہوا کہ سیاست کی گرم ہواؤں نے علم کے سوتوں کو خشک نہیں کیا ہے، ان سے جب بھی ملاقات ہوئی بے ارادہ ہوگئی، مفتی صاحبؒ کے یہاں ان کی آمد ورفت تھی اور مفتی صاحب کی خانقاہ (ندوۃ المصنفین دہلی) میں کون نہیں پہونچتا تھا، وہیں بار بار ان سے ملاقات ہوتی، ایسا بھی ہوا کہ مفتی صاحب کسی میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں، وہ آگئے اور میں موجود تھا، بیٹھ گئے، گھنٹوں باتیں ہوتی رہیں، عقائد وکلام کی تفسیر وحدیث کی، صوبائی سیاست سے لے کر عالمی سیاست کی، عالم اسلام کی، دینی تحریکوں کی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کی معلومات تازہ ہیں اور مطالعہ جاری ہے، علم کلام کی بحثیں، اشاعرہ، ماتریدیہ، معتزلہ اور خوارج وغیرہ کی تاریخ اور فکر وفلسفہ پر گفتگو اور بزرگوں کے واقعات وہ جس انداز سے سناتے، اندازہ ہوتا تھا کہ حافظہ بہت عمدہ ہے، ان کی مجلسوں میں بیٹھ کر کچھ ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے تو سیاست کو استعمال کیا ہے، سیاست ان کے قلب ونظر کو چھونے میں ناکام رہی ہے، ان کی زندگی کے اس تابناک پہلو کی ایک وجہ خود ان کا مزاج تھا، پھر ان کی دینی تعلیم اور بزرگوں کی صحبت نے انہیں کندن بنادیا، ان کا خاندانی رشتہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے، دوسرے اداروں کے علاوہ دارالعلوم دیو بند میں تعلیم حاصل کی، پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات میں کامیاب ہوئے، طالب علمی کا رشتہ اورینٹل کالج لاہور سے بھی رہا، حضرت مولانا احمد علی سے لاہور میں تفسیر کا درس لیا اور حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ سے حدیث پڑھی، انگریزی زبان سے واقف تھے، اس لئے ایک عالم کو انگریزی نہ جاننے کی وجہ سے کبھی کبھی جو مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں اس سے محفوظ رہے۔

صحافت سے انہیں گہری دلچسپی تھی، کشمیر کی اردو صحافت میں انہوں نے کامیاب تجربے کئے، کئی اخباروں کی ادارتی ذمہ داری نبھائی، انہوں نے وہاں کی اردو صحافت کو حوصلہ اور سمت دیا، اور اردو دنیا کی صحافتی تجربات اور پیش قدمی کو کشمیر کی صحافت میں سمودیا، جس کی وجہ سے صحافت میں خوشگوار تبدیلی اور قابل لحاظ ترقی ہوئی، ان کے گذر جانے سے کشمیر اپنے سب سے معمر صحافی سے محروم ہوگیا۔

مولانا مسعودی کی زندگی کا بڑا حصہ مطالعہ، صحافت اور کشمیر کی سیاست میں گذرا، یہ بھی واقعہ ہے کہ کشمیر کا کوئی بھی واقعی لیڈر (محترم میر قاسم صاحب کے سوا) کشمیر سے باہر کی سیاست میں عملاً اتنا ہی دلچسپی لیتا ہے جتنا کوئی مسلمان کسی اجنبی ہوٹل میں نان ویجٹرین (Non Vejeterian) کھانے میں، مولانا مسعودی کا بھی اس اصول سے استثنا نہیں تھا، لیکن وہ ہندوستان کی دینی، اجتماعی اور سیاسی تحریکات سے گہری واقفیت رکھتے تھے، اور وحدت کلمہ کی بناء پر مسلمانوں کی غیر سیاسی تنظیم کو ملت کی ضرورت سمجھتے تھے، اسی لئے انہیں امارت شرعیہ بہار واڑیسہ سے عقیدہ اور عقیدت کی حد تک وابستگی تھی، بارہا انہوں نے والد بزرگوار کا بڑے احترام واہتمام سے ذکر کیا اور مجھ سے یہ بھی کہا کہ اگر انہوں نے دہلی کو اپنا مرکز بنایا ہوتا تو مسلمانان ہند کی بہت بڑی ضرورت پوری ہوجاتی، مفتی صاحب کی ایک مجلس میں حاضر تھا، مولانا مسعودی بھی تشریف فرما تھے، کہنے لگے، ”مفتی صاحب! ولی میاں آپ سے بہت مانوس ہیں، انہیں بتائیے کہ ان کی ذمہ داریاں کتنی نازک ہیں، ان کے والد کو علم وفضل حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے وراثت میں ملا ہے، ان کی خداداد ذہانت اور بے پناہ استقامت سے ملت کو بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے، ولی میاں کو بھی ان سے پوری تربیت حاصل کرنی چاہئے“ مفتی صاحب نے فرمایا ”جی ہاں! میں تو صاحبزادے کی بھی صلاحیت کا قائل ہوں، چاہتا ہوں کہ دہلی آجائیں مگر انہیں بھی مرض بہاریت لاحق ہے، اس لئے تاحیات یہ والد صاحب کے زیر تربیت رہیں گے، اس میں میرے اور آپ کے مشورہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے“۔

عبدالرحمٰن کوندو صاحب نے ایک خط میں بتایا کہ موجودہ علماء میں والد بزرگوار اور حضرت مولانا علی میاں صاحب کے بڑے قدرداں تھے، اور اپنی مجلسوں میں دونوں بزرگوں کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے، ان کی مجلس حال اور ماضی کے بزرگوں کے تذکروں سے آباد رہتی تھی، مرشد کشمیر حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کا بڑے والہانہ انداز میں ذکر کرتے، کشمیر میں ان کی دینی اور روحانی خدمات کا ذکر خیر کیا کرتے تھے، ان کے ایک عربی رسالہ الخواطریہ کو اردو میں منتقل کیا تھا جس پر میرے کرم فرما عبدالرحمٰن کوندو صاحب نے مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے۔

بلاشبہ سیاست کی برق خرمن سوز نے ان کے خرمن علم ودین، معرفت وتصوف کو خاکستر نہیں بنایا تھا، وہ باہمہ ضرور تھے، مگر بے ہمہ کی شان کے ساتھ، اللہ پاک اس شہید کو اپنی مغفرت سے نوازے، صلحاء کے شیدائی کو صلحاء کے ساتھ رکھے، اس کی قبر کو رحمت سے بھردے اور نور سے روشن کردے کہ

ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے

(بشکریہ گلشن نعمانی، نومبر ۲۰۱۹ء)

کتابوں کی دنیا --------- مولانا رضوان احمد ندوی

مستند حسینی مسائل

زیر تبصرہ کتاب ”مستند حسینی مسائل“ دارالعلوم دیو بند کے ایک نوجوان فاضل اور ہونہار عالم دین جناب مولانا محمد عارف حسین قاسمی دربھنگہ کی تالیف ہے، اس کتاب میں انہوں نے ذبح قربانی اور عقیقہ کے ضروری فقہی مسائل کو فقہاء امت کے مستند فتاوے سے اخذ کرکے بڑے موثر اور دلنشیں انداز میں مرتب کیا ہے، تاکہ عام پڑھے لکھے لوگوں کو اس سے استفادہ کا پورا موقع مل سکے، خاص کر ایسے جدید مسائل جو عام طور پر مسلمانوں کو عملی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں ان کی وضاحت بھی کردی گئی۔ کتاب کی ابتدا میں خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی (دیو بند) مفتی عزیز الرحمٰن چمپارنی، مفتی محمد توحید مظاہری (دربھنگہ) اور مولانا اختر امام عادل قاسمی (سمستی پور) نے کتاب اور مولف کتاب کی علمی صلاحیت اور تصنیفی ذوق کی تعریف وتحسین کی، اس کے بعد مؤلف کتاب نے حلال جانوروں کے ذبح کے شرعی طریقوں پر فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں مسائل بیان کئے، فاضل مؤلف نے کتاب کا بڑا لانبا نام رکھا ہے یعنی ”مستند حسینی مسائل، ذبائح قربانی، عقیقہ کے تحقیقی مسائل“ مسائل کی نسبت حسینی کی طرف کیا گیا ہے، جب میری نظر کتاب پر چسپاں ایک چٹ پر پڑی تو یہ عقدہ کشائی ہوئی کہ یہ کتاب سیدنا حضرت حسینؓ کے نام کی نسبت سے حسینی مسائل رکھا گیا، جوگرچہ خوش آئند بات ہے، مگر میری ذہنی الجھنیں اس سے دور نہیں ہوئی اگر مؤلف کتاب کوئی ایسا مختصر نام تجویز کرتے جو آسانی سے زبان پر چڑھنے والا ہوتا تو شاید یہ زیادہ سودمند ہوتا۔ بعض بعض مقامات پر کمپوزنگ کی غلطیاں ذوق لطیف پر گراں گذرتی ہیں۔ ”یہ میری کمزوری ہے“ کی جگہ پر یہ میری خیر دلی ہے، طبع ہوگیا ہے، ہمارے مفتی محمد توحید مظاہری نے اپنے گرانقدر تاثرات میں تحریر فرمایا کہ ”کتاب کو میں اپنی مشغولیات کی وجہ سے بالاستیعاب نہیں دیکھ سکا۔ جبکہ مؤلف کتاب نے اپنے عرض مرتب میں لکھا کہ۔“اس کتاب کے مسودہ پر مفتی صاحب نے ابتدا تا انتہا بنظر غائر نظر ثانی اور تصحیح فرمائی۔ اس طرح کی متضاد تحریریں فقہی کتابوں کے معیار کو کمزور کرتی ہیں، بہر حال اس ہلکی پھلکی خامیوں سے قطع نظر کتاب معلومات افزا ہے، میں مولانا عارف حسین قاسمی کی اس علمی کاوش کی دل سے قدر کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت سے اس کتاب کو مرتب کیا، اس کے لئے انہوں نے فقہ وفتاویٰ کی سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کی اور وہاں سے موتیاں چن کر ایک لڑی میں پرودیا، اللہ ان کی اس دینی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے امید ہے کہ اصحاب ذوق کتاب سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے، اور اپنی علمی وفقہی تشنگی بجھائیں گے، کتاب پر قیمت درج نہیں اس لئے خواہشمند حضرات مؤلف کتاب کے موبائل نمبر 9939814021 پر رابطہ کریں اور کہاں سے اور کیسے حاصل ہوگی تبادلہ خیال کرلیں۔

انسانی عظمت کے چند ستون

ان لوگوں کی تاریخ جنہوں نے انسانیت کا چراغ روشن کیا!

علم یا دولت!

بنی امیہ کے عہد میں ربیعۃ الرائے ایک بڑے امام وعلامہ گذرے ہیں، ان کے والد کا نام فروغ تھا، فوج میں اپنے عہدہ پر ملازم تھے، ربیعۃ الرائے ابھی ماں کے پیٹ ہی میں تھے کہ خلیفۂ وقت نے ایک بڑا لشکر فتح کرنے کو روانہ کیا، اس لشکر کے افسر فروخ مقرر ہوئے، جب یہ خراسان جانے لگے تو تیس ہزار اشرفیاں بیوی کو دیں کہ انہیں حفاظت سے رکھنا، یہ چلے گئے تو ربیعۃ الرائے پیدا ہوئے، ان کی والدہ اپنے شوہر کا انتظار کرتی رہیں کہ وہ آکر اپنے بیٹے کو دیکھیں، مگر اتفاق سے خراسان کی لڑائی نے طول کھینچا، اس لئے وہ نہ آسکے، ان کی بیوی نہایت عمدگی سے ربیعۃ الرائے کی پرورش کرتی رہیں، جب یہ ذرا بڑے ہوئے تو ماں نے پڑھنے بٹھایا، ان کی دلی آرزو تھی کہ میرا بیٹا پڑھ لکھ کر عالم وفاضل بنے۔

چنانچہ تعلیم کے سلسلہ میں انہوں نے شوہر کی اشرفیاں خرچ کرنی شروع کردیں۔ ربیعۃ الرائے بہت ذہین، اور سعادتمند تھے، بہت جلد تعلیم حاصل کرکے مشہور عالم بن گئے، ان کا مکان مدینہ میں تھا، اور وہیں مسجد نبوی میں درس دینا شروع کیا، کچھ ہی دنوں میں ان کے علم وفضل کا شہرہ دور دور پھیل گیا، اور بڑے بڑے علماء، جیسے حضرت امام مالک اور خواجہ حسن بصری وغیرہ ان کے درس میں شامل ہونے لگے۔

ماں اپنے بیٹے کو دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سماتی تھیں، انہیں ذرا بھی افسوس نہ تھا کہ شوہر کی دی ہوئی اشرفیاں سب کی سب نذر تعلیم ہوچکی تھیں۔

پورے ستائیس سال بعد فروخ کو لڑائی سے واپسی کا موقع ملا، گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لئے مدینہ میں اپنے گھر پہونچے، دروازہ بند تھا، نیزے کی انی سے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت ربیعۃ الرائے گھر ہی میں تھے، دروازہ کھول کر باہر آئے، باپ کیونکر اپنے نادیدہ بیٹے کو پہچانتا، کچھ کہے سنے بغیر بلا تکلف مکان میں گھسنے لگے کہ خود انہیں کا مکان تھا، حضرت ربیعۃ نے جب دیکھا کہ ایک اجنبی شخص ہے جو مکان میں گھسا چلا آتا ہے تو بہت غصے میں بولے:۔

''اے خدا کے دشمن! میرے گھر میں تیرا کیا کام؟'' فروخ نے کچھ تلخ جواب دیا جس سے بات بڑھ گئی، آس پاس کے لوگ جمع ہوگئے، امام مالکؒ بھی آگئے، انہوں نے فروخ کو سمجھایا کہ بڑے میاں! اگر آپ کو ٹھہرنا ہی ہے تو دوسرا مکان میرا موجود ہے، اس میں ٹھہر جائیے۔

فروخ نے کہا'' جناب والا! میرا نام فروخ ہے، اور یہ گھر جس میں داخل ہو رہا ہوں، میرا ہی ہے''۔ ربیعۃ الرائے کی والدہ دروازے ہی کے پاس کھڑی سب کچھ سن رہی تھیں، انہوں نے جب یہ سنا تو چلا کر کہا:۔'' اے یہ تو ربیعہ کے باپ ہیں'' جب یہ عقدہ کھلا تو باپ بیٹے گلے مل کر خوب روئے اور گھر کے اندر گئے، موقع پا کر فروخ نے بیوی سے محبت بھرے انداز میں پوچھا:۔ یہ میرا ہی بیٹا ہے؟'' بیوی نے کہا'' بے شک آپ ہی کا ہے''۔ تھوڑا سا وقت گذرنے کے بعد فروخ کو اپنی دی ہوئی اشرفیوں کا خیال آیا تو بیوی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا'' گھبرائیے نہیں، وہ نہایت حفاظت سے ہیں''۔ اس دوران میں حضرت ربیعۃ الرائے مسجد میں درس دینے چلے گئے، کچھ دیر بعد فروخ بھی نماز پڑھنے پہونچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بیچ میں بیٹھا ہے، اور اس کے اردگرد آدمیوں کا ہجوم ہے، ربیعۃ الرائے اس وقت سر جھکائے ہوئے تھے اور ایک اونچی ٹوپی سر پر تھی، فروخ پہچان نہ سکے کہ میرا ہی بیٹا ہے، لوگوں سے دریافت کیا کہ کون بزرگ ہیں؟ جواب ملا'' امام ربیعۃ الرائے ہیں''۔ فروخ یہ سن بہت خوش ہوئے اور بے اختیار کہا'' لقد رفع اللہ ابنی'' (بے شک خدا نے میرے بیٹے کا مرتبہ بلند کیا)۔ نماز پڑھ کر مسرور وشاداں گھر آئے اور اپنی بیوی سے واقعہ بیان کیا، تب بیوی نے کہا: آپ بتائیں اپنے بیٹے کی یہ علمی شان آپ کو پسند ہے یا تیس ہزار اشرفیاں؟'' فروخ بولے'' واللہ یہ شان زیادہ پسند کرتا ہوں'' تو سنئے! بیوی نے کہا! سب اشرفیاں میں ربیعۃ الرائے کی تعلیم وتربیت پر صرف کرچکی ہوں''۔ فروخ نے کہا'' خدا کی قسم! تم نے وہ مال ضائع نہیں کیا۔''

عالی ظرفی:

سرزمین اندلس کے ایک باغ میں کسی عیسائی اور ایک نوجوان مسلمان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوگیا، یہ وہ دور تھا جب مسلمانوں کے اقتدار کا سورج اندلس کے آسمان پر چمک رہا تھا، جھگڑے کے نتیجے میں تلواریں میان سے باہر نکل آئیں اور عیسائی مسلمان کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگیا، قتل کی خبر تیزی سے سب طرف پھیلی تو بہت سے مسلمان باغ کی طرف دوڑے اور عیسائی کو تلاش کرنے لگے، عیسائی جان بچانے کی فکر میں باغ کی ایک چھوٹی سی دیوار سے کودا اور باہر کوڑے کرکٹ کے ایک ڈھیر میں چھپ گیا، کچھ دیر تو چھپا رہا لیکن گندگی کے باعث طبیعت گھبرائی تو وہاں سے نکلا۔ مسلمان باغ کے اردگرد تلاش میں مصروف تھے، اس لئے فرار کا موقع نہ ملا، قریب ہی ایک مکان نظر آیا، اس کے دروازہ پر پہونچا تو ایک بوڑھا عرب نکل آیا، عیسائی نے اس سے رو کر کہا کہ میں ایک مجرم ہوں، مجھے پناہ دو، شریف عرب کو عیسائی کی حالت زار دیکھ کر رحم آگیا، اور اسے گھر میں لے گیا اور پناہ دی، اتفاق دیکھئے کہ جس مسلمان کو اس عیسائی نے قتل کیا تھا وہ اسی بوڑھے عرب کا اکلوتا لڑکا تھا، بوڑھے عرب کو معلوم ہوگیا کہ اس کا جوان لڑکا قتل کردیا گیا، اور قاتل یہی عیسائی ہے، جو اس کے اپنے گھر میں موجود ہے، منہ سے ٹھنڈی آہ نکلی، غصہ آیا، تاب ضبط نہ رہی، لیکن یہ احساس دل سے ایک لمحہ کو نہ نکلا کہ تو نے عیسائی کو پناہ دی ہے، آخر کار اس نے عیسائی سے صرف اتنا کہا:۔

''اے جلاد! تو نے جسے قتل کیا وہ میرا ہی بیٹا تھا اور اس گھر میں وہی ایک چراغ تھا جسے تو نے گل کردیا، میرے بڑھاپے کا وہی ایک سہارا تھا، میری زندگی اس کی موت سے برباد ہوگئی، لیکن مجبور ہوں، عربوں کا یہ شیوہ نہیں کہ مہمان پر ہاتھ اٹھائیں، میں مسلمان ہوں، میں نے تجھے پناہ دی ہے، جا! میں تجھے زندہ چھوڑتا ہوں''

پھر رات ہوئی تو بوڑھے نے کہا کہ اب تو یہاں سے چلا جا، میں نے اپنے بیٹے کا خون معاف کیا، اس کے بعد ایک اونٹ عیسائی کے حوالہ کیا اور کہا کہ اس پر سوار ہوکر رخصت ہو۔ عیسائی سوار ہوکر رخصت ہوا، اور مسلمان عرب کی یہ عالی ظرفی ہمیشہ کے لئے تاریخ کے زریں صفحات پر ثبت ہوگئی۔

صاف گوئی

قبیلہ کنانہ کی بہادر خاتون دارمیہ ان جانباز عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دیا تھا۔ فتح کے بعد حضرت معاویہؓ ایک بار حج کرنے مکہ معظّمہ آئے اور انہوں نے دارمیہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا، بتایا گیا کہ آج کل وہ یہیں آئی ہوئی ہے، امیر معاویہؓ نے اپنا آدمی بھیج کر اسے بلایا، وہ آئی تو انہوں نے پوچھا:۔ تمہیں خبر ہے میں تمہیں کیوں بلایا ہوں؟ اس نے کہا'' مجھے کیا معلوم، غیب کا حال سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا'' امیر معاویہؓ نے کہا'' میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے علی کا ساتھ کس لئے دیا؟'' دارمیہ بولی'' اگر ممکن ہو تو آپ مجھے اس سوال سے معاف رکھیں'' حضرت معاویہؓ نے کہا'' ہرگز نہیں، میں ضرور تم سے اس سوال کا جواب لوں گا'' دارمیہ نے کہا تو سنئے، میں نے حضرت علیؓ کا ساتھ اس لئے دیا کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہایت مہربانی، رحم اور انصاف کے ساتھ پیش آتے تھے، وہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے تھے، وہ غرباء اور مساکین کے ساتھ نہایت محبت اور ہمدردی کا برتاؤ کرتے تھے، اور دینداروں کی عزت کرتے تھے، رہی یہ بات کہ میں اپ سے کیوں عداوت رکھتی تھی، تو سنئے کہ آپ ایک ایسے شخص سے آمادۂ جنگ ہوئے جو آپ سے اچھا تھا، اور آپ نے وہ حق مانگا جس کے حقدار نہ تھے، آپ نے خوں ریزی کی بنیاد ڈالی، اور فتنہ وشر کی آگ بھڑکائی، یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو لوگ حق وانصاف کو پسند کرتے تھے وہ آپ کی حکومت سے خوش رہیں، اور حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دیں۔ دارمیہ کی یہ بے لاگ باتیں امیر معاویہؓ نے صبر وضبط کے ساتھ سنیں، پھر پوچھا'' اے نیک بخت، تو نے علیؓ کو دیکھا بھی ہے؟'' دارمیہ نے کہا'' کیوں نہیں دیکھا ہے''۔ حضرت معاویہؓ نے کہا'' تم نے انہیں کیسا پایا؟'' دارمیہ نے بے خوفی سے کہا'' وہ حاکم ہوکر اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوئے، انہوں نے ہر حال میں خدا کو یاد رکھا، اور عدل وانصاف کی راہ سے نہیں ہٹے''، حضرت معاویہؓ نے پوچھا، تو نے کبھی علیؓ کی تقریر سنی ہے؟'' دارمیہ بولی'' بے شک سنی ہے، ان کا کلام دلوں کی سیاہی اس طرح دور کرتا تھا جیسے روغن زیتون برتنوں کا زنگ دور کرتا ہے''۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کہا'' بے شک تو ٹھیک کہتی ہے، بیان کر اگر تیری کوئی حاجت ہو تو میں پوری کروں؟'' دارمیہ بولی'' کیا واقعی آپ میری حاجت پوری کریں گے؟'' '' ہاں ضرور کروں گا''۔ دارمیہ نے کہا'' مجھے سرخ رنگ کی سو اونٹنیاں چاہئیں، اور ان کے ساتھ ان کے ہانکنے اور چرانے والے بھی ہوں'' حضرت امیر معاویہؓ فرمانے لگے'' اگر میں تمہاری یہ مانگ پوری کردوں تو کیا تمہارے دل میں علیؓ کے برابر میری جگہ ہو جائے گی، دارمیہ نے برجستہ جواب دیا'' یہ ممکن نہیں ہے، میں حضرت علیؓ کے برابر آپ سے ہرگز محبت نہیں کرسکتی، نہ ان جیسی عزت آپ کی میرے دل میں ہوسکتی ہے۔'' حضرت امیر معاویہؓ کو یہ صاف جواب گراں گذرا، لیکن انہوں نے تحمل کیا، اور چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا:۔'' اگر میں آج تیرے ساتھ بردباری اور تحمل سے پیش نہ آؤں تو میرے بعد کون ہوگا جس سے تحمل اور بردباری کی توقع ہوسکتی ہے، یہ عطیہ تجھے مبارک ہو، اور اس شخص کو یاد رکھو جس نے دشمنوں سے جنگ کے بدلے میں صلح اور نرمی کا برتاؤ کیا''۔

یہ اشعار پڑھ کر حضرت معاویہؓ نے فرمایا'' اگر ایسا ہی واقعہ تمہیں علیؓ کے ساتھ پیش آتا تو سچ کہنا کیا وہ ایسا ہی فیاضی کا برتاؤ کرتے اور سخت وتلخ باتوں کے جواب میں اسی طرح نرمی اور درگذر سے پیش آتے؟'' دارمیہ نے کہا'' جہاں تک فیاضی کا تعلق ہے میں یقین رکھتی ہوں کہ وہ بیت المال سے جس میں تمام مسلمانوں کا مشترکہ حق ہے، اونٹنی تو کیا بلی کا بچہ بھی دینا گوارا نہ کرتے، ہاں نرمی کی بات یہ ہے کہ وہ آپ سے زیادہ انصاف کرنے والے اور حق کی حمایت کرنے والے تھے''۔ حضرت معاویہؓ ان صاف صاف باتوں کو سن کر سناٹے میں آگئے اور جلد سے جلد سو اونٹنیاں حسب وعدہ دے کر دارمیہ کو رخصت کیا۔

سخاوت

تین شخص آپس میں بحث کررہے تھے کہ ہمارے زمانے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ ایک شخص بولا عبداللہ بن جعفر سے بڑھ کر اس وقت کوئی سخی نہیں، دوسرا بولا، سب سے بڑا سخی قیس بن سعد ہے، تیسرے نے کہا، ہرگز نہیں سب سے بڑا سخی آج کل عرابۂ اوسی ہے۔ یونہی بحث ہوتی رہی اور کوئی فیصلہ نہ ہوسکا، ایک صاحب وہاں اور موجود تھے، انہوں نے کہا'' بھائیو! فضول لڑتے ہو، بہتر صورت یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص جس کو سب سے زیادہ سخی سمجھتا ہے اس کے پاس جائے اور دست سوال دراز کرے، پھر کون کیا لے کر لوٹتا ہے، اسی سے فیصلہ ہوسکے گا کہ کس کی سخاوت بڑھ گئی ہے''؟ یہ بات معقول تھی، تینوں نے منظور کرلی اور ایک شخص عبداللہ بن جعفر کے پاس پہونچا، وہ اس وقت کہیں جانے کو تیار تھے، ان کا ایک پاؤں رکاب میں تھا، اس شخص نے اسی حالت میں کہا کہ میں ایک مصیبت زدہ مسافر ہوں، مجھے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے۔ جعفر نے سنا تو پاؤں رکاب سے نکال لیا اور کہا:'' اس اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور جو کچھ ہے لے لو'' اس شخص نے اونٹنی اور خرجی دیکھی تو اس میں چار ہزار اشرفیاں اور کئی قیمتی چادریں تھیں، یہ سب لیکر چلا آیا۔ اس کے بعد قیس بن سعد کا طرفدار قیس کے گھر پہونچا، پتہ چلا کہ قیس سو رہا ہے، اس نے قیس کی باندی سے کہا کہ قیس کو اٹھائیے۔ باندی نے کہا، تمہاری جو ضرورت ہو بیان کرو، اس نے جواب دیا'' میں مسافر ہوں اور ڈاکوؤں نے مجھے لوٹ لیا ہے''۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

بچوں کی پرورش اور والدین کی ذمہ داریاں

مولانا شاہ نواز سمستی پوری : دارالقضاء امارت شرعیہ

نیک وصالح اولاد اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے ،اس لیے ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد دیندار،اطاعت شعار وفرماں بردار بنےاس کے لئے والدین کو اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت اور اچھے اخلاق کا پیکر بننے پر خصوصی توجہ دینی چاہئے ، کیوں کہ اولاد کی صحیح تعلیم اور اسلامی طریقہ پر تربیت و پرورش ماں باپ کی پہلی ذمہ داری ہے،ان کی تربیت پیدائش کے بعد سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔

نومولود بچہ کے کان میں اذان دینا

بچہ پیدا ہوتے ہی اس کو نہلا نے دھلانے کے بعد سب سے پہلا مستحب عمل والدین کے لئے یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان دلوائے تا کہ وحدت الٰہی اور رسالت محمدی کا نقش روز اول ہی سے اس کے قلب و دماغ میں راسخ ہو جائے۔حضرت ابورافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جب حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کانوں میں اذان دی جس طرح نماز کی اذان دیتے ہیں۔(ترمذی شریف)بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

بچے کی تحنیک

تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد کوئی بزرگ یا صالح آدمی کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کا لعاب بچہ کے منہ میں اس طرح لگا دے کہ وہ بچہ کے پیٹ میں چلا جائے ،عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرات صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ وہ بچہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے۔آپ اس کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے اور اس کی تحنیک کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو ان کے لئے دعاء برکت کرتے اور ان کی تحنیک فرماتے (مسلم: حدیث نمبر ۵۴۷)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بہتر ہے کہ تحنیک کرنے والا کوئی نیک صالح مرد ہو،اگر مرد نہ ہو تو کوئی نیک خاتون یہ کام انجام دے۔(المجموع: ۲۵۸/۸)۔

عقیقہ کرنا،حلق کرنا

ایک بڑی اہم چیز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی بچہ کی نعمت دے یا بچی کی ،اس کا عقیقہ کرنا چاہیے اس سے بچہ سن شعور کو پہونچ کر اطاعت گزار اور فرماں بردار ہوتا ہے اور وہ آئندہ کی زندگی میں آفتوں، بلاؤں اور بیماریوں سے محفوظ و مامون رہتا ہے،عقیقہ نومولود کے ان حقوق میں داخل ہے جو اس کے والدین پر عائد ہوتے ہیں۔سنت یہ ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کرے،لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرے یا بکریاں ذبح کی جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرے یا بکریاں ذبح کریں۔(ترمذی شریف) عقیقہ کرنے کے بعد بچے کا سر منڈوانا بھی سنت ہے،خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ۔اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنا بھی مسنون ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بچے کا عقیقہ کیا جائے ،سر منڈوایا جائے اور نام رکھا جائے (ابوداؤد: ۲۸۳۷)

لیکن مسلم سماج میں اس کی بڑی کمی دیکھی جاتی ہے، بہت سے گھرانوں میں اس کی اہمیت نہیں سمجھی جاتی، بہت سے لوگ اپنے اپنے طرز و انداز پر اولاد کی پیدائش کی خوشی منا لیتے ہیں، مگر اس طریقہ اور راہ کو نہیں اپناتے جس کی تعلیم شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

اچھا نام رکھنا

اولاد کا اچھا نام رکھنا بھی ماں باپ اور گھر والوں کی اہم ذمہ داری ہے،خصوصاً باپ کی کہ وہ اپنی اولاد کے لئے ایسے نام کا انتخاب کرے جس کے معنی اچھے ہوں اور جن سے عبدیت کا اظہار ہوتا ہو یا انبیاء وصلحاء کے تذکرے تازہ ہوتے ہوں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔اور ایک موقع سے حضور صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا: باپ پر بچہ کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو حسن ادب سے آراستہ کرے۔

بچوں کو حسن ادب کی تعلیم

والد کی طرف سے اولاد کے لئے سب سے اعلی اور قیمتی تحفہ یہی ہے کہ ان کی ایسی تربیت کرے کہ وہ شائستگی، اچھے اخلاق اور عمدہ سیرت کے حامل ہوں، حضرت سعید بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔(ترمذی ۱۹۵۲)اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن آدھا صاع صدقہ کرنے سے بہتر اور افضل تمہارا اپنے بچوں کو ادب سکھانا ہے (ترمذی: ۱۹۵۱)

کلمہ طیبہ سکھانا

جب بچہ بولنے لگے تو اس کو ”لاالہ الا اللہ “ سکھائیں یا کم از کم لفظ ” اللہ “ زبان سے نکلوائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو ”لا الہ الا اللہ “سکھاؤ، پھر مت پرواہ کرو کہ وہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائے تو نماز کا حکم دو (کنز العمال: ۴۵۳۲۸)۔

لہذا ماں باپ کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ بچے کی پرورش کے ساتھ ساتھ اس کے دل و دماغ میں اسلام کی تعلیمات کو راسخ کریں اور ایسی باتیں اسے بتائیں جو فطرت کے مطابق ہوں، اسی لئے کہ ہر بچہ صحیح فطرت اور صراط مستقیم پر پیدا ہوتا ہے، ماں باپ ہی اس کو غلط راستوں طریقوں پر ڈال دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بچہ اپنی فطرت کے مطابق پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی۔

قرآن پاک کی تعلیم

جب بچہ ذرا ہوش مند ہو تو والدین کو چاہیے کہ آداب واخلاق کی تعلیم کے ساتھ اسے قرآن پاک کی تعلیم سے مانوس کریں اس کا شوق اس میں پیدا کریں قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم دینی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (جمعہ: الآیہ: ۲) اور مشہور حدیث ہے ” خیرکم من تعلم القرآن و علمه “ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے (مسلم: ۴۰۳)

نماز کا حکم اور اس کی تعلیم

اسلام میں سب سے اہم عبادت نماز ہے اس لیے بچے کے اندر سمجھ اور شعور پیدا ہوتے ہی ان کو نماز کا حکم دینا چاہیے،عموما سات سال کی عمر میں شعور پیدا ہو جاتا ہے اسی لیے اس کو سن رشد اور سن تمیز بھی کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دینے اور نماز سکھانے کی تاکید کی ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بچے سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔(ابوداؤد: ۴۹۵) نماز کا حکم دینے کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں کہ نماز کے لئے کہیں، بلکہ یہ سکھانا بھی ضروری ہے کہ نماز کیسے پڑھی جاتی ہے، کیوں کہ بعض روایتوں میں ”مروا“ (حکم دو) کے بجائے ”علموا“ (سکھاؤ) کے الفاظ ہیں۔

دینی تعلیم و تربیت

ہر ایک مسلمان ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ شروع ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرام وسلف صالحین کے عملی نمونوں کی روشنی میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی فکر کریں، اولاد کی تربیت کا ایک بڑا حصہ تعلیم ہے، جس طرح اولاد کو کھانا، کپڑا دینا ان کی صحت کی فکر کرنا ماں باپ کے لئے ضروری ہے اسی طرح ان کو آداب واخلاق کے ساتھ دینی تعلیم دلانا بھی واجب وضروری ہے۔

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"اسلام نے بچوں کی مذہبی تعلیم اور دینی تربیت خود ماں باپ پر فرض کی ہے، جس طرح نماز، روزہ فرض ہے، یعنی جس طرح خود اپنے اخلاق کی اصلاح اور درستگی فرض ہے، اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بچوں کو نماز کی تعلیم دیں، نماز روزہ کا پابند بنائیں، ان کے عقیدے ٹھیک کریں، ان کے اخلاق درست کریں، یہ سب ماں باپ پر فرض ہے، یعنی جس طرح بچوں کے کھانے ، پہننے اور رہنے سہنے کا انتظام کرنا ماں باپ پر فرض ہے، اسی طرح اسلام نے بچوں کی مذہبی تعلیم اور دینی تربیت بچوں کی پرورش کرنے والوں پر فرض کی ہے (طریقہ تعلیم ص: ۲۱-۲۰)۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: بچوں کو تعلیم دو اور ان کو ادب سکھاؤ۔(شعب الایمان: ۱۲۷/۱۱) دینی تعلیم کے ساتھ اپنے بچوں کو عصری علوم سے بھی آراستہ کریں، لیکن تعلیم دلانے میں ایسے اسکول و کالج کا انتخاب ہرگز نہ کریں جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے، کیونکہ عموما ایسے ماحول میں اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور بچے بے راہ روی اور بری عادتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔اسلامی تعلیم یہ بھی ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں نرم پہلو اپنایا جائے اور ان کی معمولی کوتاہیوں اور کمیوں کو معاف کر دیا جائے ،ان کی طاقت سے زیادہ کوئی کام نہ لیا جائے، ان کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آیا جائے ،اگر وہ غم زدہ ہوں تو ان کے غم کو دور کیا جائے۔

نکاح جلدی کرنا

اللہ تعالی نے نکاح میں انسان کے لئے بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد رکھے ہیں، مثلا معاشرتی فائدے، خاندانی فائدے، اخلاقی فائدے، سماجی فائدے، نفسیاتی فائدے وغیرہ وغیرہ، اس لیے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کا وقت پر جلدی نکاح کر دیں، وقت پر نکاح نہ ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں، معاشرہ پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ دنیا کے آدھے فسادات انسان کے اسی نفسانی خواہش کے زیر اثر ہوتے ہیں، طویل مدت تک کنوارہ رہنے کی وجہ سے معاشرے میں جس قدر بے راہ روی پروان چڑھ رہی ہے اس سے ہر ذی شعور واقف ہیں، بچے اگر معصیت میں مبتلا ہوں گے تو اس کا وبال ان کے والد پر ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر بچہ بالغ ہوا اور اس کا نکاح نہیں کیا اور وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا وبال اس کے باپ پر ہوگا (مشکوۃ شریف)۔اللہ تعالی ہر والدین کو اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کی توفیق دے کیونکہ اس سلسلے میں امت کے اندر بڑی غفلت اور کوتاہی ہے۔

جمہوریت میں آوازیں سنی جاتی ہیں، کچلی نہیں جاتیں

محمد قاسم رام پوری

موجودہ حکومت کا لایا ہوا شہریت ترمیمی قانون جو کہ دستور ہند کے خلاف ایک متنازع قانون ہے، افسوس کہ اسے قانونی شکل مل گئی ہے اور ۱۰؍جنوری ۲۰۲۰ء سے اس کے نفاذ کا اعلان بھی حکومت کی طرف سے باقاعدہ کردیا گیا ہے، جس سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ حکمراں طبقہ خود کو سب سے بڑا اور ہر قانون سے اونچا تصور کئے ہوئے ہ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے، جو نتائج وعواقب کو صحیح سے سمجھ نہیں پا رہی ہے ورنہ اس کے مزاج میں اتنا ڈھیٹ پن اور اکڑ نہ ہوتی جیسا کہ وزیر داخلہ نے پورے طمطراق کے ساتھ گھمنڈی لہجے میں کہا ہے کہ: ”حکومت اپنے موقف سے ایک انچ بھی ہٹنے والی نہیں ہے، اور این آر سی پورے ملک میں ہو کر رہے گی“۔

اس کے برخلاف ہمیں جو دیکھنے کو مل رہا ہے وہ یہی ہے کہ بڑے پیمانے پر اس قانون کو عوام نے مسترد کردیا ہے، اور کسی بھی صورت میں یہ قانون ملکی عوام کو منظور نہیں ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ پورا ملک سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر اترا ہوا ہے اور کم وبیش ڈھائی تین ماہ گزر جانے کے بعد بھی ہر طبقہ سے وابستہ لوگ اس نئے قانون کی مخالفت میں بیک آواز کھڑے ہیں، کیرل سے لے کر کلکتہ تک اور دہلی، پنجاب سے لے کر آسام گجرات اور مہاراشٹر تک ایک ہی صدائے احتجاج سنائی دے رہی ہے اور عوام وخواص سب کی طرف سے ایک ہی مطالبہ دہرایا جارہا ہے کہ جب تک اس قانون کی واپسی یقینی نہیں ہوجاتی ہم یوں ہی ڈٹے رہیں گے، مگر طاقت واقتدار کے نشے میں چور حکمرانی کا دعوی کرنے والے اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور انانیت کا شکار ہوکر ایوان سیاست کو یرغمال بنائے ہوئے ہیں، حالانکہ انہیں اور ان جیسوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جب بھی کسی نے خود کو وقت کا فرعون وشداد تصور کیا ہے یا کوئی اپنے آپ کو زمین کا مالک حقیقی سمجھنے لگتا ہے تو اس وقت آسمانی خدا کا قہر وغضب جوش میں آتا ہے اور پھر وہ آنِ واحد میں بگڑے ہوئے دماغوں کی اسی ملک کے عوام کے ہاتھوں اس انداز سے ذلیل ورسوا کرنے کا انتظام کرتا ہے جو آنے والے حکمرانوں اور خود ساختہ نئے اذہان وافکار کے مالک افراد کے لیے تازیانہ عبرت ونصیحت بنا کر بالآخران کو نسیاً منسیاً کردیتا ہے اور ظلم وبربریت کا یہ دور گزر جانے کے بعد آنے والی نسلیں جب کبھی ان کی اس ظلم واستبداد سے لبریز احوال وکوائف کی روداد دیکھنا یا پڑھنا چاہتی ہیں تو وہ ان کو ایک تاناشاہ اور ڈکٹیٹر سے کم پر محمول ومحسوس کئے بغیر آگے نہیں بڑھتے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج ملک کو متعدد ایسے مسائل درپیش ہیں کہ اگر حکومتی اداروں میں بیٹھے یہ ذمہ داران وافسران ملک کی ترقی وخوشحالی اور عوام کی فلاح وبہبود کے ارادوں سے ان کا حل نکالنا چاہیں تو باآسانی ہمارا یہ پیارا ملک اور ان کی امن پسند عوام بہت جلد خوشحالی وترقی کی منازل کی طرف رواں دواں ہوجائیں اور اس وقت پورے ملک میں جو باہمی افراتفری کا ماحول، حکومت کے خلاف انتشار واختلاف کی آوازیں اور معیشت کے ڈاؤن ہونے کے سبب نوجوانوں میں بیروزگاری، کسان مزدور کے یہاں غربت وافلاس کی چادر نے جو پاؤں پھیلا رکھے ہیں ان سب سے خود بخود نجات مل جائے۔

اور اگر اس کے باوجود بھی کہیں سے کسی طرح کی آواز اٹھتی ہے یا حکومت کے خلاف کسی طرح کی شورش جنم لیتی ہے تو ان کے حل کرنے میں وہی طریقہ کار اپنایا جانا چاہیے جس کی اجازت ایک جمہوری حکومت اور سیکولرازم پر مبنی آئین ودستور فراہم کرتا ہو، جہاں عوام کی آواز کو سنا جاتا ہو، ان کے آئینی حقوق اور جائز مطالبات کو پورا کرنے کے لئے پوری حکومتی لابی کو سر جوڑ کر بیٹھنا پسند کیا جاتا ہو، ورنہ جہاں طاقت کے زور پر ان کی آوازوں کو پست کرنا اور آئین ودستور کے معارض اصول وضوابط کو اپنا کر ان کو کچل دیا جاتا ہو، وہاں کے عوام کو دھرنا مظاہرہ کرنے یا حکومت کے ذریعہ لائے گئے عوام مخالف قانون کے خلاف اپنے آئینی حق کو استعمال کرتے ہوئے آوازیں بلند کرنے والوں کو پولیس فورس اور حکومت کے پروردہ غنڈوں کی مار کھانے اور ان کو جیل میں ڈال دینے کے فیصلے لیے جاتے ہوں، ایسے حکمرانوں کو عوام جلد سبق سکھا کر گوشہ عافیت اختیار کرنے پر مجبور کردیتے ہیں اور قدرت کے اصول کے مطابق ایسی ظالم وجابر حکومتوں کا سورج غروب ہوجاتا ہے۔ قبل اس کے عوام کوئی فیصلہ لے یا خدائی نظام انگڑائی لے ایوان سیاست میں بیٹھے افراد ہوش کے ناخن لیں اور ذاتی مفادات کے حصول اور اپنے مذہب کے فروغ سے تہی دامن ہو کر ایسی پالیسیاں مرتب کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کریں جو حقیقتاً ملک وقوم کے مفادات میں بہتر ومناسب ہوں اور جن سے یکساں طور پر خلق خدا مستفید ہو۔

چین سنگین مسائل سے نبرد آزما

دنیا کی سب سے کثیر آبادی والا ملک چین اس وقت کئی طرح کے سنگین مسائل سے دوچار ہے، چین کے صدر زی جن پنگ نے گزشتہ سال ستمبر میں چین کے مستقبل کے قائدین کو ٹریننگ دینے والے انسٹی ٹیوٹ کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے خبردار کیا تھا کہ چین کو کئی بڑے خطرات کا سامنا ہے، جس وقت انہوں نے یہ تنبیہ کی تھی تب ان کے ذہن میں معیشت کی سست رفتاری اور امریکہ کے ساتھ جاری تجارتی جنگ ہی تھی، ان کے شان وگمان میں نہیں تھا کہ چین کو کرونا وائرس کے مہلک مرض کا سامنا کرنا پڑے گا، جس کی وجہ سے چین میں اب تک تقریباً تین ہزار اموات ہوچکی ہیں اور مزید تیس ہزار مریضوں کی جان خطرہ میں ہے، چین کے سربراہ نے معاشی انحطاط کے ساتھ سفارتی سطح پر درپیش مسائل ہانگ کانگ اور تائیوان کے چیلنجز کا ذکر کیا تھا، چین خوبصورت جھیلوں کے ٹاؤنس اور پارکس کی وجہ سے تاریخی شہرت رکھتا ہے، چین اس بیداری تحریک کے لیے بھی یاد رکھا جائے گا جس کے نتیجہ میں شاہی حکومت ختم ہوئی تھی، پھر ماوزے تنگ چواین لائی جیسے سرکردہ رہنماؤں کی قیادت میں مارکسی رجحانات نے غلبہ پایا اور طویل عرصہ سے قائم مارکسی کمیونسٹ حکومت نے دنیا کے تبدیل ہوتے حالات سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، دنیا کے سب سے بڑی آبادی والے ملک کی حیثیت سے مختلف شعبہ جات میں درپیش مسائل کو حل کرنے کے لئے نظریاتی شدت میں کمی بھی دیکھی گئی، اب چین کی حکومت کو کورونا وائرس کے سنگین چیلنج سے نمٹنا ہے، معاشی وسیاسی بحران سے چینی حکومت پوری طرح باہر نکل نہ پائی کہ اسے جان لیوا متعدی مرض کا سامنا ہے، صوبہ ووہان میں عوام حواس باختہ گھروں میں بند ہیں، اس صوبہ کی آبادی گیارہ ملین ہے، اسی طرح صوبہ ہولی میں چالیس ملین سے زیادہ لوگ گھروں سے باہر نکلتے ہوئے ڈر رہے ہیں، صدر چین نے اعتراف کیا کہ وبائی مرض کا پھیلاؤ چینی حکومت کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے، برسر اقتدار کمیونسٹ پارٹی کے پولیٹ بیورو کی ہنگامی میٹنگ میں صورتحال کا جائزہ لیا گیا، مرض ایک صوبہ سے دوسرے صوبوں تک پھیل گیا، اس حوالے سے صوبائی نظم ونسق پر شدید تنقید ہورہی ہے، صدر چین نے خبردار کیا کہ کرونا وائرس کے معاشی اور سماجی استحکام پر براہ راست منفی اثرات پڑیں گے، ملک کے سماجی اور معاشی نظام کا تحفظ اولین اہمیت رکھتا ہے، چین میں معمول کی زندگی بری طرح متاثر ہوئی ہے، فیکٹریوں میں شٹ ڈاون ہوچکا ہے، مقامی تہوار کی چھٹیاں گزارنے کے لئے آبادی دیہاتوں کو گئے ورکرس وہیں کے ہوکر رہ گئے، خوف کے مارے کوئی گھر سے باہر نہیں نکل رہا ہے، شہروں اور دیہاتوں میں منڈیاں اور بازار بند پڑے ہیں، کورونا وائرس سے جہاں جان کو خطرہ لاحق ہوا ہے وہاں کاروبار بند ہونے سے معیشت کے استحکام پر خطرات منڈلا رہے ہیں، ماہرین کا کہنا ہے کہ کرونا وائرس کے پھیلنے سے معیشت کو ۲۷؍ملین ڈالرس کا نقصان ہوا ہے، ماہرین معیشت نے اندیشہ ظاہر کیا کہ چین کی شرحِ ترقی جو گزشتہ سال چھ اعشاریہ ایک فیصد تھی پانچ اعشاریہ ایک فیصد ہوجائے گی اور یہ شرح ۱۹۹۰؍سے اب تک سب سے کم شرح ہوگی، صدر زی جن پنگ نے دوسری میعاد کی تکمیل پر تیسری میعاد کے لیے اقتدار پر برقرار رہنا چاہتے ہیں اس کے لیے انہیں درپیش چیلنجوں سے کامیابی سے نمٹنا ضروری ہے، دوسری صورت میں سنگین مسائل سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ اس وائرس نے دنیا کے دوسرے ممالک کو بھی اپنے لپیٹ میں لے لیا، ہندوستان میں بھی اس مہلک مرض سے متأثر کئی افراد کی شناخت کی گئی ہے، اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں، اللھم عافنی فی بدنی، اللھم عافنی فی سمعی، اللھم عافنی فی بصری، لا الٰہ الا انت۔

سلطان محمود غزنوی کی فوجی حکمت عملی

مولانا رضوان احمد ندوی

سکندر عظیم سلطان محمود غزنوی (۹۹۸ تا ۱۰۳۰) ایک نیک دل فاتح، عالی دماغ حکمراں اور انصاف پرور بادشاہ تھے، وہ اپنی دینی اور دنیاوی خوبیوں کی وجہ سے دنیا کے گوشے گوشے میں مشہور ہوئے، مورخین نے لکھا ہے کہ وہ جس حیثیت کے فاتح اور کشور کشا تھے، اس حیثیت سے علم دولت اور علم پرور بھی تھے، تاریخ وادب میں پوری دستگاہ رکھتے تھے، وہ صلحاء واخیار سے بھی عقیدت رکھتے تھے، اس لئے ان کے دربار میں باعظمت علماء وفضلاء کثرت سے آتے تھے اور علمی مذاکرہ کرتے تھے، جس کا اثر ان کی حکومت پر پڑتا تھا، جواہر مغلیہ کے مصنف شیخ عبدالقادر نے لکھا ہے کہ وہ علماء اور اصحاب کمال کا قدردان تھا، ان کا اعزاز واکرام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا، دور دور سے علماء آکر اس کے دربار میں جمع ہوگئے تھے جنہوں نے اس کے لئے کتابیں بھی لکھیں، ”تاریخ الفسٹن“ میں ہے کہ محمود کے فخر واعزاز کا سبب یہ تھا کہ وہ سپہ گیری اور بہادرانہ زندگی کے باوجود علوم وفنون کو ترقی دینے میں بڑا سرگرم تھا، اور یہ اس کے دور کی عجیب وغریب خوبی تھی جس میں آج تک کوئی بادشاہ علوم پروری میں اس سے سبقت نہ لے جاسکا، باوجودیکہ محمود نہایت کفایت شعار تھا، مگر علوم وفنون کے باب میں بڑا فیاض واقع ہوا تھا، اس نے خاص غزنی میں ایک بہت بڑا مدرسہ تعمیر کرایا اور مختلف زبانوں کی عجیب وغریب کتابیں جمع کیں، اس مدرسہ کے اخراجات کے لئے اس نے بہت سا روپیہ مقرر کیا، اور طلبہ اور ارباب کمال کے وظائف کے لئے ایک مستقل فنڈ قائم کیا، ایک لاکھ دینار سالانہ محض علماء کے وظائف کے لئے مقرر کئے، علماء ومشاہیر کے ساتھ اس احترام سے پیش آتا تھا کہ اس کے دارالسلطنت میں اتنے ارباب کمال جمع ہوگئے تھے کہ ایشیا کے کسی بادشاہ کو یہ فخر حاصل نہ تھا (ص؍۵۵) ان سب خوبیوں کے ساتھ سلطان محمود غزنوی کی شہرت ومقبولیت ایک مرد مجاہد جری وبہادر غازی کی حیثیت سے زیادہ رہی ہے، وہ بچپن سے ہی اپنے والد سبکتگین کے ساتھ جن کی مہمان میں شریک کرتے رہے اور کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے، طوفان کی طرح آگے بڑھتے رہے، ان کے والد امیر سبکتگین کی غزنی (جو اس وقت افغانستان کے شہر کابل میں واقع ہے) میں حکومت تھی، عرصہ سے پنجاب کے راجہ جے پال کے درمیان سرحدی تنازع چل رہا تھا، اچانک راجہ جے پال سلطنت غزنی پر حملہ آور ہوگیا اور ایک طوفانی لشکر لے کر وادی ملفان میں اتر گیا، امیر سبکتگین اور اس کا نوعمر لڑکا محمود تازہ دم فوجیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے اترا، دونوں میں جم کر جنگ ہوئی اور راجہ کو دھول چٹا دیا، اس کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا، آخر میں راجہ دس لاکھ درہم اور پچاس ہاتھی دے کر صلح پر آمادہ ہوا، یہ تھی وہ پہلی جنگ جن سے ہند کی قسمت کا فیصلہ کردیا تھا، جب راجہ اپنے وطن لوٹا تو اس نے معاہدہ نامہ کی خلاف ورزی کردی اور جس خراج کے ادا کرنے پر صلح ہوئی تھی جب بادشاہ کے نمائندے انہیں وصولی کرنے کے لئے آئے تو ان سفیروں کو قید خانے میں ڈال دیا گیا، پھر کیا تھا سبکتگین کا غصہ ساتویں آسمان پر پہونچ گیا اور راجہ سے مقابلہ کے لئے نکل پڑا، درہ خیبر اور پشاور کے درمیان جنگ ہوئی، راجہ اور اس کی فوج کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، اس طرح بادشاہ کا دائرہ سلطنت پشاور تک جا پہونچا، تاریخ اسلام کے مصنف شاہ معین احمد ندوی نے امیر سبکتگین کے ہندوستان پر حملہ کے تعلق سے جو کچھ تحریر فرمایا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امیر سبکتگین کے حملوں کے پیشتر ہندوستان پر مسلم فاتحین سندھ تک ہی محدود رہے، لیکن سبکتگین پہلا فرمانروا ہے جس نے خیبر کی سمت سے ہندوستان پر حملہ کیا، اور وہاں کے چند قلعوں کو فتح کیا، جب پنجاب اور کشمیر کے راجہ کو خبر ملی تو انہوں نے مقابلہ کی تیاری شروع کردی۔ اس کی تیاری کی خبر سن کر سبکتگین دوبارہ ہندوستان پہونچا، کابل اور پشاور کے درمیان دونوں کا مقابلہ ہوا، راجہ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور آخر میں صلح کی درخواست کی، لیکن واپس جانے کے بعد راجہ اپنے وعدہ سے پھر گیا (بقیہ صفحہ ۸؍پر)

سید محمد عادل فریدی

فرضی پاسپورٹ کے معاملے میں رونالڈنہو گرفتار

برازیل فٹ بال ٹیم کے سابق عظیم کھلاڑی رونالڈنہو اور کے بھائی رابرٹو اسیس کو پیراگوئے کے دارالحکومت ایسنشون میں فرضی پاسپورٹ کے ساتھ داخل ہونے کے معاملے میں بدھ دیر رات کو گرفتار کرلیا گیا۔ پیراگوئے کے وزیر داخلہ یوکلڈس ایسویڈو نے بتایا کہ ۳۹/سالہ رونالڈنہو اور رابرٹو کو پولیس نے یاچ ریسورٹ اینڈ گولف کلب میں پریسڈینشیل سویٹ میں چھاپہ مارکر گرفتار کیا۔ انہوں نے کہا کہ رونالڈنہو کے پاس سے فرضی پاسپورٹ برآمد کیا گیا ہے اور یہ جرم ہے جس کی وجہ سے انہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ (یو این آئی)

ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف تشدد قابل مذمت: آیت اللہ خامنہ ای

ایران کے اعلی رہنما آیت اللہ خامنہ ای نے ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ دہلی میں حالیہ فرقہ وارانہ تشدد کے تعلق سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل غمزدہ ہیں، آیت اللہ خامنہ ای نے اپنے ٹوئٹر پوسٹ میں لکھا ہے کہ ''ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام پر پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل غمگین ہیں۔ حکومت ہند کو چاہئے کہ وہ انتہا پسند ہندوؤں اور ان کی پارٹیوں سے نمٹے اور مسلمانوں کے قتل عام کو روکے تاکہ ہندوستان عالم اسلام سے کٹ کر نہ رہ جائے۔'' یہ پوسٹ ہیش ٹیگ ''ہندوستانی مسلمان خطرے میں'' کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ شہریت ترمیمی ایکٹ (سی اے اے) کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان شمال مشرقی دہلی میں ہوئے پرتشدد تصادم میں اب تک ۵۳/افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ (یو این آئی)

نیتن یاہو اکثریت حاصل کرنے میں ناکام

اسرائیل کے وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو رواں برس ملک میں تیسری دفعہ ہونے والے پارلیمانی انتخابات میں پھر اکثریت حاصل کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں، تاہم وہ ریکارڈ پانچویں بار وزیر اعظم بننے کی دوڑ میں سب سے آگے ہیں۔ مسٹر نیتن یاہو کی لیکوڈ پارٹی کی قیادت والے اتحاد کو ۱۲۰/رکنی پارلیمنٹ میں ۵۸/سیٹیں ملی ہیں۔ جمعرات کو ۹۹/فیصد ووٹوں کی گنتی کے ساتھ یہ واضح ہوگیا کہ اسرائیل میں ایک ہی سال میں تیسری دفعہ ہونے والے پارلیمانی انتخابات سے ملک میں جاری سیاسی تعطل کو ختم کرنے میں مدد نہیں ملی۔ (یو این آئی)

اٹلی میں تمام اسکول ۱۵/مارچ تک بند

کرونا وائرس کو پھیلنے سے روکنے کے لئے اطالوی حکام نے تمام اسکولوں کو ۱۵/مارچ تک بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ وزیر اعظم کے دفتر میں بدھ کے روز وزیر تعلیم لوسیا ایزولینا نے بتایا کہ حکومت کے لئے یہ فیصلہ آسان نہیں تھا۔ ہم نے سائنٹفک اور تکنیکی کمیٹی کی رائے کا انتظار کیا اور اس کے بعد ۱۵/مارچ تک درس وتدریس سے متعلق سبھی سرگرمیوں کو معطل کرنے کا فیصلہ کیا۔ (یو این آئی)

عام انتخابات مقررہ وقت پر ہی ہوں گے: بشارالاسد

شام کے صدر بشارالاسد نے بدھ کو کہا کہ کسی بھی حالات میں ملک میں عام انتخابات مقررہ وقت پر ہی ہوں گے۔ اسد نے ایک چینل کو دیئے انٹرویو میں کہا کہ ملک میں عام انتخابات کسی بھی حالات میں چند ماہ میں ہوں گے اور وہ بھی طے وقت پر ہوں گے۔ (یو این آئی)

حرم شریف کے صحن میں کورونا وائرس سے بچاؤ کا اسپرے

حرم شریف کے صحن میں کورونا وائرس سے بچاؤ کا اسپرے کیا گیا ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق سعودی عرب کے محکمہ صحت کے عملے نے کورونا وائرس کے خطرے کے پیش نظر مسجد الحرام میں کعبۃ اللہ کے اردگرد کے حصے (مطاف) میں مکمل صفائی کی اور پورے حصے پر اسپرے کیا گیا۔ سعودی عرب کی وزارت داخلہ نے گزشتہ روز کورونا وائرس کے پھیلنے کے خدشے پر سعودی شہریوں اور مکینوں کے مکہ مکرمہ میں عمرے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے داخلے پر عارضی طور پر پابندی عائد کی تھی، تاہم صفائی اور اسپرے کے دوران حرم شریف کی پہلی منزل پر طوافِ کعبہ جاری رہا۔ (نیوز ایکسپریس)

کورونا وائرس کے خدشہ کی وجہ سے سعودی شہریوں کے عمرہ ادائیگی پر بھی پابندی

سعودی عرب نے دیگر ممالک کے عمرہ زائرین پر پابندی کے بعد اب اپنے مقامی شہریوں کی عمرہ ادائیگی پر بھی عارضی طور پر پابندی لگادی ہے۔ سعودی حکام کی جانب سے جاری اعلامیے میں کہا گیا کہ کورونا وائرس کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے سعودی شہریوں اور غیر ملکیوں کے عمرہ کرنے سمیت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پر بھی پابندی لگائی گئی ہے۔ اعلامیے کے مطابق مقامی افراد پر پابندی عارضی طور پر لگائی گئی جو صورتحال میں بہتری آنے پر فوری ہٹادی جائے گی۔ جبکہ غیر ملکی زائرین پر ۳۱/مارچ تک پابندی لگائی گئی ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

سعودی عرب میں بیٹی نے معذور باپ کو بچانے کیلیے اپنی جان دیدی

سعودی عرب میں ایک باہمت بیٹی نے معذور باپ کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کردی۔ سعودی میڈیا کے مطابق مکہ ریجن کے علاقے رنیہ کمشنری میں ایک گھر میں اچانک آگ بھڑک اُٹھی، اہل خانہ نے گھر سے باہر نکل کر اپنی جان بچائی، تاہم اس دوران معذور باپ آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا، بیٹی نے باپ کو شعلوں سے بچانے کے لیے اپنے حصار میں لے لیا، اس دوران اہل خانہ نے پڑوسیوں کو مدد کے لیے پکارا۔ پڑوسیوں کے پہنچنے تک بیٹی نوریہ السبیعی بری طرح جھلس گئی، باپ اور بیٹی کو اسپتال لے جایا گیا جہاں بیٹی نے دوران علاج دم توڑ دیا۔ (نیوز ایکسپریس)

Yes Bank پر پابندی، کھاتہ دار ۵۰/ہزار ہی نکال سکیں گے

حکومت نے نجی شعبے کے یس بینک (Yes Bank) پر ۳۰/دن کی عارضی پابندی لگاتے ہوئے اس دوران کھاتہ داروں کے لئے رقم نکالنے کی حد ۵۰/ہزار روپے طے کردی ہے۔ وزارت خزانہ کے نوٹیفکیشن میں کہا گیا ہے کہ آج شام چھ بجے سے یہ پابندی شروع ہوگئی ہے اور ۳/اپریل تک جاری رہے گی۔ اس پوری مدت میں کھاتہ دار ۵۰/ہزار روپے سے زیادہ نہیں نکال سکیں گے۔ اگر کسی اکاؤنٹ ہولڈر کے اس بینک میں ایک سے زیادہ کھاتے ہیں تب بھی وہ مجموعی طور پر ۵۰/ہزار روپے ہی نکال سکے گا۔ ریزرو بینک کی درخواست پر وزارت خزانہ نے یہ نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ (یو این آئی)

دہلی فساد کے نامعلوم مہلوکین کی تفصیلات عام کی جائے: دہلی ہائی کورٹ

دہلی ہائی کورٹ نے شمال مشرقی دہلی میں ہوئے تشدد میں لاپتہ ہونے والے افراد اور مہلوکین کے متعلق پولیس کو اہم ہدایت دی ہے۔ کورٹ نے پولیس کو حکم دیا کہ تشدد کے دوران ہلاک ہونے والے ایسے مہلوکین کی تفصیلات سرکاری ویب سائٹ پر پیش کی جائے جن کی اب تک کوئی شناخت نہیں ہو پائی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ دہلی کے شمال مشرقی علاقے میں تشدد کے بعد، متعدد نامعلوم لاشیں سرکاری اسپتالوں کے مردہ خانوں میں پڑی ہیں۔ عدالت نے ان نامعلوم لاشوں کی تصاویر کے ساتھ دہلی پولیس کی ویب سائٹ پر مکمل تفصیلات فراہم کرنے کی ہدات دی ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق دہلی میں ہوئے فرقہ وارانہ تشدد میں اب تک ۵۳/افراد کے ہلاک ہونے کی تصدیق ہوچکی ہے۔ (نیوز۔۱۸)

دہلی کے سبھی پرائمری اسکول ۳۱/مارچ تک رہیں گے بند، بایومیٹرک حاضری پر بھی روک

کرونا وائرس کا قہر اب دن بہ دن بڑھتا ہی جارہا ہے۔ خاص کر اب دہلی میں اس کے مریضوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ ایسے میں دہلی حکومت نے راجدھانی کے سبھی پرائمری اسکولوں کو بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں نائب وزیر اعلیٰ منیش سسودیا نے ٹویٹ کر یہ جانکاری دی۔ منیش سسودیا کے مطابق، تیزی سے پھیل رہے کورونا وائرس کی روک تھام اور احتیاط کے طور پر پرائمری اسکولوں کو بند کیا گیا ہے۔ سبھی اسکول ۳۱/مارچ تک بند رہیں گے۔ (نیوز۔۱۸)

بقیہ سلطان محمود غزنوی کی فوجی حکمت عملی ...... اور ہندوستان کے دوسرے راجاؤں کی معاونت میں پھر چڑھائی کی، لیکن کثرت تعداد کے باوجود شکست کھائی، سبکتگین نے دریائے اٹک تک اس کی مملکت پر قبضہ کرلیا اور پشاور میں فوجی چھاؤنی قائم کرکے غزنی لوٹ گیا۔ (تاریخ اسلام بحوالہ تاریخ فرشتہ)
ان کا یہ ایسا کارنامہ جس نے مسلمانوں کے لئے اس دروازہ سے آنے کی راہ نکال دی، اس ضمن میں تاریخ فرشتہ نے متعدد واقعات لکھے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر سبکتگین اخلاق وعادات اور مزاج وطبیعت کے لحاظ سے بڑا نیک، خدا پرست اور انصاف پسند حکمراں تھا، انہوں نے کم وبیش بیس سال تک کامیاب حکومت کی اور ۵۶/سال کی عمر پاکر دارالبقاء کی طرف منتقل ہوگئے، مرحوم کی وصیت کے مطابق چھوٹے لڑکے امیر اسماعیل جانشیں ہوئے، لیکن فوجی نظام اور رعایا کو قابو کرنے میں ناکام رہنے کی وجہ سے سلطان محمود نے قلعہ میں نظر بند کردیا اور اصحاب الرئے کے مشورہ سے ۹۹۸ء میں تخت نشیں ہوگئے، پھر انہوں نے بڑے ہی حسن تدبیر اور ہوشمندی کے ساتھ اپنے چاروں طرف سلطنت کے دائرہ کو بڑھانے کی جدوجہد شروع کی، افغانستان، خراسان، عراق وشام اور ایشیا تک اپنی حکومت پھیلالی، انہوں نے ہندوستان پر ۱۶۔۱۷ مرتبہ فوج کشی کی، قنوج، کشمیر، متھرا اور سندھ کو فتح کرتے ہوئے گجرات تک پہونچے، یہیں ۱۰۲۴ء میں سومنات کے فتح کرنے کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ اس سلسلہ میں بعض مورخین نے زیب داستاں کے لئے عجیب وغریب قسم کی تفصیلات بیان کیں اور افراط وتفریط کے شکار ہوتے چلے گئے، حالانکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے زمانے میں ہندوستان میں راجپوت آپس میں ایک دوسرے سے نبرد آزما رہتے تھے، اور پنجاب میں ہندو شاہیہ خاندان نے عام طور پر اپنی متشددانہ پالیسی اور جابرانہ حکومت کے ذریعہ عوام میں بددلی پیدا کر رکھی تھی، انہیں اضطراب انگیز حالات کی اصلاح اور امن وامان کے قیام کے لئے جدوجہد کرتے رہے، اور اس کے نتیجہ میں ان علاقوں کو اپنے دائرہ اختیار میں شامل کرتے تھے، اور ظاہر ہے کہ اس جنگی مہم میں مال وزر بھی حاصل ہوتا تھا۔ جہاں وہ اپنی توقعات سے زیادہ کامیاب ہوئے، اور اپنی رواداری ویگانگت کی عمدہ مثال قائم کی حتی کہ ہندوؤں کو معزز عہدہ عطاء کئے، تاریخ میں محمود کا نام زیادہ تر ہندوستان کی فتوحات کی وجہ سے روشن ہے، حالانکہ اس سے بلند تر انہوں نے ملک کی خدمت کی اور اسے ترقی وخوشحالی کی بلندترین منزلوں تک پہونچایا، تاریخ ہند کے مورخ نے ان کی معرکہ آرائیوں کا جو اصل سبب بیان کیا وہ یہ کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اسلام اور انصاف کی برکات کو پھیلا جائے اور ظلم وتعدی کی بنیادوں کو ڈھایا جائے، اس کی بہادری، جرأت اور استقلال کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں سیلاب کی طرح بڑھتا ہوا چلا جاتا تھا، انہوں نے ہندوستان پر متعدد بار حملے کئے، کبھی کسی معرکہ میں ناکام نہیں ہوا، جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ہندو راجاؤں کی جمعیت منتشر ہوگئی، ابتدائی معرکہ میں ہندو راجہ ایک دوسرے کی مدد کو پہونچے تھے، مگر بعد میں سلطان محمود کا اس قدر رعب طاری ہوجاتا کہ جب سلطان محمود حملہ آور ہوتا وہاں کا راجہ شہر چھوڑ کر بھاگ جاتا اور ایک دوسرے کی مدد کو بھی نہ آتے، اگر اس کے بعد کوئی دلاور ہندوستان فتح کرنا چاہتا تو اس کے لئے راستہ ہموار ہوچکا تھا (تاریخ ہند ۴۵) انہوں نے اپنی ۳۳ سالہ دور حکومت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دئے، بالآخر ۶۴/سال کی عمر پاکر رب ذوالجلال سے جاملا۔ اس کے بعد کے کشور کشاؤں نے ہندوستان پر مرحلہ وار حکومتیں کیں جن کے رزم بزم کے کارنامے ہمارے قوی تاریخ کا حصہ ہیں، انہیں کے دم سے ہمارا ملک علم وادب اور تہذیب وتمدن سے مالا مال ہوا، مسلم شہنشاہوں کی آمد سے اس ملک کی تاریخ میں ایک نئے دور ترقی وخوشحالی کا آغاز ہوا جسے ہندوستان کبھی فراموش نہیں کرسکتا، یاد رکھئے کہ تاریخ ایک آئینہ ہے، قوموں کا مستقبل ان کے ماضی کی تاریخ پر تعمیر ہوتا ہے، جس قوم کی کوئی تاریخ نہیں ہوتی اس کا کوئی مستقبل بھی نہیں ہوتا۔

بدلتے موسم کے اثرات اور غذائی احتیاط

طب و سائنس — **از: حکیم نیاز احمد ڈیال**

موسم کی مناسبت سے انسانوں کی فطری اور طبعی ضروریات بھی بدلتی رہتی ہیں۔خوراک،لباس اور بودوباش کے تقاضے بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔موسمِ سرما کے بعد فصلِ بہار جبکہ بہار کے بعد گرمی کے موسم کا یکایک آغاز ہوتا ہے تو بدنِ انسانی فطری طور پر ردِعمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔چونکہ سردی کے موسم میں ہم مرغن غذا،گرم لباس اور قدرے زیادہ درجہ حرارت کے خواہاں ہوتے ہیں۔جبکہ موسمِ گرما کے دوران ہلکی پھلکی غذا،سادہ اور نرم لباس اور ٹھنڈی آب و ہوا کے متقاضی ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ گرمی سے سردی اور سردی سے گرمی کی آمد کا درمیانی عرصہ جسمِ انسانی کے لیے کافی پیچیدگیاں لیے ہوتا ہے۔دن کے وقت دھوپ میں شدت کی وجہ سے بدن میں ایک عجیب سی تلخی،بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔رات کو نمی اور خنکی کی زیادتی ہونے کے باعث نزلہ،زکام اور فلو جیسے عوارض اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔نہ گرم لباس بھاتا ہے اور نہ ہی نرم وسادہ کپڑے راس آتے ہیں۔مرغن غذائیں تلخی کا سبب بنتی ہیں تو ہلکی پھلکی خوراک سے جسمانی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں۔موسمی تبدیلی کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی جسمانی ضروریات اور موسمی تقاضوں کے مابین توازن پیدا کرنے کی کوشش کریں۔یکسر طور پر گرم لباس کو نظر انداز کرنے کی بجائے بتدریج اس میں کمی کریں۔یکایک نمی اور ٹھنڈک کی طرف مائل نہ ہوں۔صبح اور شام کے اوقات میں خصوصی طور پر ہوا کی نمی اور خنکی خطرناک ثابت ہوا کرتی ہے۔اسی طرح سرد پانی بھی بدن پر تسکین کا باعث بنتا ہے لیکن مکمل طور پر جسمانی درجہ حرارت متوازن نہ ہونے کی وجہ سے بخار،جسمانی ٹوٹ پھوٹ اور تھکاوٹ جیسے عوارض کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔بہتر یہی ہے کہ باقاعدہ گرمی کے شروع ہونے تک نیم گرم پانی سے ہی غسل کیا جائے۔نزلہ،زکام،ورمِ حلق،موسمی بخار،کھانسی اور الرجی آپ کی صحت کو خراب کر کے زندگی میں الجھن کا سبب بن سکتی ہے۔ان میں نزلہ،زکام اور فلو کثرت سے ظاہر ہونے والے امراض ہیں جن کے حملے سے کوئی خوش نصیب ہی پاتا ہے۔مذکورہ موسم کو دیسی زبان میں ''کچا پکا'' موسم بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ اس موسم میں جسم پر ہر وقت تھکاوٹ اور سستی سی چھائی رہتی ہے۔سر بھاری اور آنکھیں بوجھل ہو کر کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ہمہ وقت لیٹے یا سوئے رہنے کو دل کرتا ہے۔زیادہ تر بخار،کھانسی اور زکام کی علامات ظاہر ہونے کی ایک بڑی وجہ ورمِ حلق ہوتی ہے۔حلق کی نالیاں چونکہ حساس اور نرم و نازک ساخت کی بنی ہوتی ہیں ویسے بھی انہیں گرم،سرد،ترشی اور چکنی اشیاء سے سب سے پہلے پالا پڑتا ہے۔یوں وہ ذرا سی بے احتیاطی سے ہی متورم ہو کر جسمانی درجہ حرارت میں اضافے اور نزلہ و زکام کے حملے کا باعث بن جاتی ہیں۔حلق کی سوزش کی صورت میں شربتِ توت سیاہ،شربتِ بنفشہ،لعوقِ خیار شنبر،لعوقِ سپستاں،خمیرہ بنفشہ اور خمیرہ ابریشم سادہ کی مخصوص مقدار استعمال کرنے سے مرض میں افاقہ ملتا ہے۔املتاس کے گودے کو پانی پکا کر نیم گرم پانی،پھٹکری کو گرم پانی میں حل کر کے اور نیم گرم پانی میں نمک ملا کر غرارے کرنے سے بھی حلق کی تکالیف سے نجات ملتی ہے۔شہد کو گرم میں حل کر کے بھی غرارے کرنے سے خاطر خواہ حد تک منہ کے چھالے،حلق کی سوزش اور گلے کی خراش سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔علاوہ ازیں درج ذیل گھریلو طبی تراکیب بھی موسمی اور وبائی نزلہ و زکام کے اثرات بد سے جلد ہی نجات دلاتی ہیں۔نزلے کے اچانک حملہ آور ہو جانے کی صورت میں درج ذیل جوشاندہ بنا کر 2 اور 3 خوراکیں پینے سے ہی اس کی تکلیف سے نجات مل جاتی ہے۔گُلِ بنفشہ 10 گرام،گاؤزبان 5 گرام، لہسوڑیاں 3 گرام= تینوں اجزاء کو 2 کپ پانی میں پکا کر حسبِ ضرورت شہد ملا کر 4 گھنٹے کے وقفے سے ایک کپ پیئیں۔انشاء اللہ زکام سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔

> ''بہتر یہی ہے کہ باقاعدہ گرمی کے شروع ہونے تک نیم گرم پانی سے ہی غسل کیا جائے۔نزلہ،زکام،ورمِ حلق،موسمی بخار،کھانسی اور الرجی آپ کی صحت کو خراب کر کے زندگی میں الجھن کا سبب بن سکتی ہے۔ان میں نزلہ،زکام اور فلو کثرت سے ظاہر ہونے والے امراض ہیں جن کے حملے سے کوئی خوش نصیب ہی بچ پاتا ہے۔مذکورہ موسم کو دیسی زبان میں ''کچا پکا'' موسم بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ اس موسم میں جسم پر ہر وقت تھکاوٹ اور سستی سی چھائی رہتی ہے۔سر بھاری اور آنکھیں بوجھل ہو کر کسی کام کے کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ہمہ وقت لیٹے یا سوئے رہنے کو دل کرتا ہے''

غذائی پرہیز:۔ گرم،محرک،مرغن اور تلی ہوئی اشیاء سے احتراز برتیں۔بڑا گوشت، دال مسور،ضرورت سے زائد چائے ، کافی،قہوہ وغیرہ سے بھی اجتناب کریں۔کولا مشروبات،بیکری مصنوعات، چاول، بیگن چکنائیاں، چوکلیٹ، مٹھائیاں اور تیز مصالحہ جات والی غذاؤں سے بھی بچیں۔ہاں البتہ دیسی چوزے کی یخنی نما شوربہ اور چربی سے صاف کیے گئے بکرے کے گوشت کی تری زکام اور نزلے سے جلد جان چھڑانے میں خاطر خواہ حد تک ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔دورانِ بیماری ہلکی پھلکی غذائیں کھائیں کھچڑی، جو کا یا گندم کا دلیا استعمال کریں تو بہت ہی مناسب ہوگا۔اس کے علاوہ پھلوں کے رس وغیرہ یا پھلوں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔ملاوٹ سے پاک خوردنی اشیاء کھائی جائیں۔داناؤں کے اِس قول گرم نہاؤ اور ٹھنڈا کھاؤ کبھی حکیم کے پاس نہ جاؤ،، پر مُکمل طور پر عمل کیا جائے۔جسم کو چوکس و چوبند رکھنے کے لیے خمیرہ مروارید نصف چمچ صبح و شام ضرور کھائیں۔بلغم ہونے کی صورت میں سادہ دودھ پینے سے احتراز برتیں۔یاد رکھیں اگر مندرجہ بالا گھریلو تراکیب آزمانے کے باوجود علامات برقرار رہیں تو کسی ماہر معالج سے مشاورت کر کے جلد از جلد بیماری سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں۔

ہفتۂ رفتہ — **از: راشد العزیزی ندوی**

جامعہ رحمانی کے بزرگوں کی تاریخ عظمتوں اور عزیمتوں کی رہی ہے

جامعہ رحمانی کے طلبہ سے حضرت مولانا حبیب احمد صاحب ناظم جامعہ عربیہ ہتھوڑا کا خطاب

آپ ایک ایسے ادارہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جس کی اپنی ایک روشن تاریخ ہے، اور عالی نسبت حاصل ہے، اس لیے آپ میں ایسی ہی خصوصیات پیدا ہونی چاہئیں، جو آپ کے بزرگوں میں تھیں، جس طرح مشکل حالات میں دین کی انہوں نے خدمت کی، آپ سبھوں کو بھی اسی طرح اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لیے تیار کرنا چاہئے، ان خیالات کا اظہار جامعہ عربیہ ہتھوڑا باندہ کے ناظم حضرت مولانا حبیب احمد صاحب نے جامعہ رحمانی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ آپ ادارہ کے ترجمان، اپنے بزرگوں کی روایتوں کے امین اور وارث بن کر سامنے آئیں، ہمارے بزرگوں میں ایک دوسرے کے لیے احترام تھا، آپس میں مقام کا پاس و لحاظ تھا، تواضع کے حامل اور کبر و عجب سے کوسوں دور ہوتے تھے، وہ چیزیں اب ہمارے اندر کم نظر آ رہی ہیں، ہمیں اسی نہج پر چل کر دین کی خدمت کرنی چاہئے، حضرت مولانا حبیب احمد صاحب نے کہا کہ آپ خوش قسمت ہیں ماضی کی ایک لمبی روشن تاریخ آپ کے سامنے ہے، حال میں آپ کے لیے زندہ نمونہ حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی ذات گرامی ہے، آپ ان کو آئیڈیئل مان کر آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے۔جامعہ عربیہ ہتھوڑا باندہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبید اللہ اسعدی نے کہا کہ میں یہاں اس سے پہلے بھی آچکا ہوں، یہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک روحانی سرزمین بھی ہے، یہاں کی بزرگوں کی تاریخ عظمتوں کی رہی ہے، آپ ان کے روشن خدمات اور جرأت بھرے کارناموں کا تفصیلی مطالعہ کیجئے، اور دین اور علم کی نشر و اشاعت کا فریضہ اسی طرح انجام دیجئے، خانقاہ رحمانی کے بزرگوں نے بے سروسامانی اور مشکل حالات میں دین کی بڑی خدمت کی ہے، ہمیں انکی زندگی سے حوصلہ پا کر آگے بڑھنا چاہئے۔اس سے قبل حضرت مولانا حبیب احمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبید اللہ اسعدی صاحب کا طلبہ سے استاذ جامعہ رحمانی جناب مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری نے تعارف کرایا، ان بزرگوں نے خانقاہ کی روح پرور فضا میں کچھ دیر آرام کیا، حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کے مزارات پر حاضری دی، اور مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی سے ملاقات کے بعد اگلے سفر پر روانہ ہو گئے۔

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر: چار ہزار آنکھوں میں لینس کا ہدف

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر میں شعبہ ہیلتھ کیئر کے تحت اس سال دو ہزار ساٹھ لوگوں کی آنکھوں میں مفت لینس لگایا جا چکا ہے، چار ہزار کا ہدف ہے، جو مسلسل کیمپوں کے ذریعہ حاصل کیا جائے گا۔کیمپ میں مریضوں کو ہر طرح کی سہولت فراہم کی جاتی ہے، مفت دوا، چشمہ، اور ضروری ہدایتیں فراہم کی جاتی ہیں، صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام ہوتا ہے، اور معیاری ڈاکٹر کی خدمت حاصل ہوتی ہے۔اس سال مشہور ماہر امراض چشم جناب ڈاکٹر بریندر کمار اور ان کی تجربہ کار ٹیم مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگانے کا کام کر رہی ہے، اور مریضوں کو انتہائی نگہداشت میں رکھ کر انہیں پورے طور پر مطمئن کر کے بھیج رہی ہے۔رحمانی فاؤنڈیشن میں سماج کے ہر طبقہ اور مذہب کے لوگوں کو بغیر کسی تفریق کے اللہ کے فضل سے آنکھوں میں روشنی پہونچانے کا کام کیا جا رہا ہے، اب تک ہزاروں لوگ اللہ کے کرم سے رحمانی فاؤنڈیشن کے حسن کارکردگی کی وجہ سے دنیا دیکھنے لگے ہیں، اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ۲۵/سال پہلے اس ادارہ کو قائم کیا تھا، تب سے یہ ادارہ تعلیم اور صحت کی سمت میں نمایاں خدمت انجام دے رہا ہے۔

جامعہ ازہر مصر کے ڈاکٹر البراء صفوان جامعہ رحمانی مونگیر کے ۵/روزہ دورہ پر

جامعہ ازہر مصر کی کمیٹی برائے ترقی تعلیم کے کوارڈی نیٹر اور عربی زبان سکھانے کی حیثیت سے عالمی سطح پر شہرت حاصل کر چکے جناب البراء صفوان اپنے پانچ روزہ دورہ پر یکم/مارچ کو مشہور تعلیمی ادارہ جامعہ رحمانی مونگیر پہونچے اس دوران وہ جامعہ رحمانی کے اساتذہ کو عربی سکھانے کی تربیت دی، انہیں غیر عرب کو عربی سکھانے میں بڑی مہارت حاصل ہے، اس سلسلہ میں متعدد ممالک میں وہ اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں، اور بڑی مقبولیت سے شرف یاب ہو چکے ہیں، انہوں نے مادری زبان کی طرح عربی بولنے پر قدرت پیدا کرنے کی غرض سے اساتذہ کے لیے کتابوں کا عمدہ ذخیرہ بھی تیار کیا ہے۔جامعہ رحمانی میں ۲۰۰۷ء سے ہی اس سمت میں کام ہو رہا ہے، اور مادری زبان کی طرح عربی بولنے پر طلبہ کو قادر بنانے کی کامیاب کوشش کی جا رہی ہے، جس کا اچھا نتیجہ ظاہر ہو رہا ہے، اس کے لیے باضابطہ دار الحکمت کے نام سے شعبہ کارگذار ہے، جہاں طلبہ کو تفسیر، حدیث، فقہ، سائنس اور حساب وغیرہ کی تعلیم عربی زبان کے ذریعہ دی جاتی ہے، حفظ کے طلبہ کو بھی قرآن مجید یاد کرانے کے ساتھ ساتھ عربی زبان سکھائی جاتی ہے، اس ہدف کو پانے کے لیے جامعہ ازہر مصر نے تین اساتذہ کو بھیجا ہے، تاکہ طلبہ کو دین کی عربی زبان میں بہتر تعلیم و تربیت کی جا سکے، جامعہ رحمانی کے دو فضلاء بھی جامعہ ازہر مصر سے تربیت حاصل کر کے آ چکے ہیں، اور جامعہ رحمانی میں تعلیم و تربیت کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔عالمی عربی ٹریز ڈاکٹر البراء صفوان نے جامعہ رحمانی کے اساتذہ کے علاوہ دوسرے مدارس کے اساتذہ کو بھی عربی سکھانے کی تربیت دی، جس میں درس و تدریس کے نئے طریقے اور اصول و ضوابط سمیت کئی موضوع پر انہوں نے اپنا لکچر دیا، اس سے پہلے امریکہ سے عربی زبان سکھانے میں مہارت رکھنے والے ڈاکٹر دانی الدویری اور مصر کے بڑے مشہور عالم ڈاکٹر یوسف رجب قزامل کے علاوہ دوسری کئی نامی گرامی ہستیوں کی اس سلسلہ میں جامعہ رحمانی تشریف آوری ہو چکی ہے۔جامعہ رحمانی میں شعبہ درالحکمت کے قیام کا مقصد جدید تقاضوں کے مطابق طلبہ کو ملک و ملت کے ہر میدان میں دین کی خدمت کے لائق بنانا ہے، اور عربی زبان و ادب کا ماہر بنا کر براہ راست قرآن و حدیث اور تمام علوم سے استفادہ کی صلاحیت پیدا کرنا ہے، انگریزی، حساب، کمپیوٹر وغیرہ میں مہارت سے طلبہ میں جدید چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت پیدا ہو گئی ہے، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کے اعلیٰ فکر اور ان کے صاحبزادوں حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی اور جناب حامد ولی فہد رحمانی کی انتھک محنت اور توجہ سے جامعہ رحمانی تعلیمی میدان میں تیزی کے ساتھ پیش رفت کر رہا ہے، اور دار الحکمت کے قیام سے جامعہ رحمانی کے تعلیمی نظام میں چار چاند لگا ہے۔

بقیات

بقیہ : انسانی عظمت کے چند ستون...... باندی نے کہا، انہیں جگانے کی ضرورت نہیں، یہ تھیلا لو اس میں سات سو اشرفیاں ہیں اور قیس کے گھر میں آج اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے، یہ لے لو اور اونٹوں کے گلے میں چل کر جونسا چاہو اونٹ پسند کرلو، اور ایک اونٹ لے لو" وہ شخص یہ سب لیکر چلا آیا، جب قیس بن سعد جاگا تو باندی نے اس شخص کے آنے کا اور اشرفیاں وغیرہ دینے کا واقعہ بیان کیا، وہ بہت خوش ہوا، اور بطور اظہار خوشنودی باندی کو آزاد کردیا۔ باندی کو بہت افسوس ہوا کہ میں نے کیوں سب بات کہہ دی، اگر نہ کہتی تو آزاد نہ ہوتی، آزاد رہنے سے کہیں بہتر قیس جیسے صاحب جود وسخا کی کنیز رہنا ہے۔ اب تیسرا شخص عرابہ کا طرفدار عرابہ کی طرف گیا، اس نے دیکھا کہ عرابہ ابھی گھر سے نکلا ہے اور مسجد کی طرف جارہا ہے، آواز دے کر کہا: "اے عرابہ! میں مسافر ہوں، اور ڈاکوؤں نے مجھے لوٹ لیا ہے" عرابہ کے چہرے سے یہ سن کر ندامت و پریشانی ظاہر ہوئی، اس نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر کہا: "افسوس خدا کی قسم آج صبح سے شام تک میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، لوگوں نے میرے پاس کچھ نہیں چھوڑا ہے" عرابہ کے دو غلام بھی اس کے ساتھ تھے، اس نے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا: "بس یہ دو غلام ہیں، انہیں لے جاؤ"۔ اس شخص نے کہا" خدا کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا، میں ایسا ظالم نہ بنوں گا کہ آپ سے آپ کا آخری غلام بھی لے لوں"۔ عرابہ نے کہا" اچھا یہی ہے کہ تم لے لو، ورنہ خدا کی راہ میں آزاد ہیں چاہے تو لیکر اپنے پاس رکھو، یا آزاد کردو" اس شخص نے مجبورا دونوں غلاموں کو لیا اور چلا آیا۔ جب تینوں شخص ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنا اپنا قصہ سنایا تو بحث ومشورہ کے بعد عرابہ کے حق میں فیصلہ ہوا کہ وہی آج کا سب سے بڑا سخی ہے، کیونکہ اس نے ایسی حالت میں بخشش کی تھی جو اس کا آخری سرمایہ تھا۔

مہمان نوازی

ولید بن عبدالملک کے وزیر حجاج بن یوسف کے ظالمانہ کارنامے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی، ایک مرتبہ اس نے یزید بن مہلب کو گرفتار کرایا اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور سارا مال واسباب چھین لیا پھر اس پر بس نہ کی، بلکہ قید میں ڈال دیا۔ یزید بن مہلب بڑا خوش گفتار اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا، قید خانہ کے داروغہ کو اس کی مظلومیت پر ترس آگیا اور اس نے اپنے حکم سے رہا کردیا، اور خود بھی فرار ہوگیا۔ یزید بن مہلب بھاگ کر بادشاہ ولید بن عبدالملک کے بھائی سلیمان کے پاس ملک شام پہونچا، سلیمان نے اس کی کافی خاطر کی اور اپنے پاس رکھ لیا، جب حجاج کو پتہ چلا کہ اس کا قیدی بھاگ کر سلیمان کے پاس پہونچا ہے تو اس نے بادشاہ کو لکھا کہ یزید بن مہلب ایک بھگوڑا قیدی ہے جس نے حضور کے بھائی سلیمان کے پاس پناہ لی ہے، اب امیر المؤمنین جیسا حکم دیں ویسا ہی کیا جائے؟

ولید بن عبدالملک نے سلیمان کو لکھا کہ تم ہمارے قیدی یزید بن مہلب کو واپس بھیج دو، سلیمان نے یہ حکم نامہ پڑھا تو یہ جاننے کے باوجود کہ بادشاہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا موت اور بربادی کو دعوت دینا ہے۔ جواب میں لکھا کہ:" اے امیر المؤمنین! میں نے یزید بن مہلب کو صرف اس لئے پناہ دی ہے کہ وہ خود اس کے ماں باپ، بھائی بہن وغیرہ سب ہمارے قدیم نمک خوار ہیں، اور میں نے امیر المؤمنین کے دشمن کو پناہ نہیں دی ہے، حجاج نے اسے گرفتار کرکے بہت تکلیفیں دیں اور چار لاکھ درہم بے قصور اس پر جرمانہ کئے، اور تین لاکھ اور مانگتا ہے، چونکہ اس کی سزا اور جرمانہ کے پیچھے سوائے ظلم کے اور کوئی معقول وجہ نہیں ہے، اس لئے میرے پاس بھاگ آیا اور میری پناہ لی، اب میں اس کو پناہ دے چکا ہوں، اور اس کی طرف سے مطلوبہ تین لاکھ درہم ادا کرنے کو تیار ہوں، پھر بھی اگر امیر المؤمنین مجھے میرے مہمان کے آگے ذلیل وشرمندہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں"۔ ولید کے پاس یہ تحریر پہونچی تو اس نے لکھا کہ: "تمہیں لازم ہے کہ یزید بن مہلب کو بیڑیاں پہنا کر ایک قیدی اور مجرم کی حیثیت سے ہمارے پاس بھیج دو،" سلیمان نے یہ فیصلہ کن جواب دیکھا تو بہت رنجیدہ ہوا، تعمیل نہ کرنے کی صورت میں تباہی و بربادی یقینی تھی، اور تعمیل کرے تو مہمان کی جان خطرے میں تھی، غور وفکر کے بعد اس نے یزید بن مہلب کے ساتھ اپنے جواں سال بیٹے ایوب کو بھی بلایا، اور دونوں کو بیڑیاں پہنا کر دو خچروں پر سوار کرکے ولید کی طرف روانہ کردیا اور لکھا کہ: "یا امیر المؤمنین میں آپ کی خدمت میں یزید بن مہلب کے ساتھ آپ کے بھتیجے ایوب کو بھی روانہ کرتا ہوں، اگر آپ یزید بن مہلب کے قتل کا ارادہ رکھتے ہو تو آپ کو قسم وحدہ لاشریک کی کہ پہلے ایوب کو قتل کریں پھر یزید بن مہلب کو، اور اگر آپ کی مرضی ہو تو میں بھی حاضر ہوں"۔

ایوب اور یزید ولید کے سامنے پہونچے تو ولید نے اپنے بھتیجے ایوب کو اس حالت میں دیکھ کر سر جھکا لیا، اور نہایت شرمندگی سے کہنے لگا: "میں نے ایوب کے باپ کے ساتھ برا کیا، جو یہ نوبت پہونچی" اب یزید بن مہلب نے اپنے بے خطا ہونے کے بارے میں ولید سے کچھ عرض کرنا چاہا، تو ولید نے کہا، کہ" اب ہم سے کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں، ہم نے تمہارا عذر قبول کیا اور حجاج کا ظلم ہوا"۔ اسی وقت لوہار کو بلوا کر ولید نے دونوں کی بیڑیاں کٹوادیں، اور ایوب کو تیس ہزار درہم اور یزید کو بیس ہزار درہم دے کر سلیمان کے پاس واپس لوٹا دیا، اور حجاج کو لکھا کہ" خبردار! اب تم یزید بن مہلب کے بارے میں مجھے کچھ نہ لکھنا، میں اسے ہرگز گرفتار نہ کروں گا"۔ یزید بن مہلب تمام عمر سلیمان کے پاس رہا اور سلیمان بھی تمام عمر اعلیٰ درجے کی مہمان نوازی کا حق ادا کرتا رہا۔ (ماہنامہ دارالعلوم: ستمبر ۱۹۶۱ء)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۷/۷/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدھے پورہ)

بی بی صوفیہ خاتون بنت محمد بشر علی مقام منہارہ وارڈ نمبر ۱۱، ڈاکخانہ سکھاسن ضلع مدھے پورہ۔ فریق اول

بنام

محمد طالب حسین ولد محمد طیب علی مرحوم مقام بشن پور وارڈ نمبر ۳، حسینیہ مدرسہ ڈاکخانہ بشن پور ضلع مدھے پورہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول بی بی صوفیہ خاتون نے آپ فریق دوم محمد طالب حسین کے خلاف دار القضاء مدھے پورہ میں عرصہ ۲/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲/اپریل ۲۰۲۰ء روز اتوار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۷۴/۱۱۱۴۴/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول)

انجیلا خاتون بنت عبدالمجید، مقام لدھو، ڈاکخانہ بلہا، تھانہ بیرول ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد منظور ولد محمد مہدی، مقام بسولی، ڈاکخانہ واری، تھانہ سنگھیا ضلع سمستی پور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء رحمانیہ سوپول میں عرصہ دس سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/ شعبان ۴۱ھ مطابق ۱۱/ اپریل ۲۰۲۰ء روز سنیچر بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۱/۵۷/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ توپسیا کولکاتا)

نزہت سالم بنت محمد سالم حسین مقام ۷/۷ اتوپسیا روڈ بانس بگان تھانہ تلجلا کولکاتا۔ فریق اول

بنام

امتیاز احمد ولد محمد توحید مقام چمڑا گڈاون اسماعیل سعید روڈ سیوان ڈاکخانہ وضلع سیوان۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء توپسیا کولکاتا میں عرصہ ۲/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/شعبان ۴۱ھ مطابق ۷/ اپریل ۲۰۲۰ء روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۶/۹۵/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ رامگڑھ)

شبو بانو بنت محمدی سلم مقام وڈاکخانہ ہیسلا ضلع رامگڑھ۔ فریق اول

بنام

عبدالرزاق ولد محمد حنیف مرحوم مقام وڈاکخانہ ہیسلا ضلع رامگڑھ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء رامگڑھ میں عرصہ ۵/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲/ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۶/اپریل ۲۰۲۰ء روز اتوار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۳/۱۰۴۰/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان)

شبانہ خاتون بنت عباس انصاری مقام سنگھی وارڈ نمبر ۱۱ ڈاکخانہ حسین گنج ضلع سیوان۔ فریق اول

بنام

سید علی ولد غلام رسول مقام حکام ڈاکخانہ سیوان ضلع سیوان۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء سیوان میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲/شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۶/اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔

قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مولانا اکرام الحق صاحب بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں کے حامل عالم دین تھے: حضرت امیر شریعت

پٹنہ جنکشن کی جامع مسجد کے امام وخطیب اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد اکرام الحق صاحب ۴/ مارچ کو پٹنہ میں انتقال کر گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ان کے وصال پر دلی رنج غم کا اظہار کرتے ہوئے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں کے حامل عالم دین تھے، اللہ نے ان سے دین کا بڑا کام لیا، وہ اپنی تواضع وانکساری، سادگی وقناعت پسندی کی وجہ سے علمی حلقوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، امارت شرعیہ سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ بلاشبہ ان کے انتقال سے ایک علمی خلاء پیدا ہوا ہے اور امارت شرعیہ بھی اپنے ایک مخلص سے محروم ہوگئی ہے۔ مولانا کے انتقال پر امارت شرعیہ میں ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی، جس میں اظہار تعزیت کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے فرمایا کہ مولانا نے ایک طویل عرصے تک پٹنہ جنکشن کی جامع مسجد سے دعوت وتبلیغ اور امامت و خطابت کا فریضہ انجام دیا اور اپنے اخلاص وللہیت کی بنیاد پر ہر دل عزیز رہے، مولانا کی رہائش گاہ اکابر ملت کی قیام گاہ بھی رہی، ان کے کمرے پر ماضی میں متعدد اکابر علماء ومشائخ قیام پذیر ہوتے رہے، اکابر کی صحبت کے نتیجے میں مولانا کی زندگی بھی سلف صالحین کا نمونہ بن گئی تھی۔ مولانا نے زندگی بھر امارت شرعیہ کی مضبوط نمائندگی کی، وہ امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ بھی تھے، اس حیثیت سے بھی امارت شرعیہ کے کاز کو پوری قوت کے ساتھ پیش کرتے۔ مولانا ضلع سہرسہ کے مبارک پور کے باشندہ تھے، اس علاقہ کو بھی اپنے علمی فیوض و برکات سے منور رکھتے تھے، بلاشبہ وہ اپنی خدمات اور سادگی کی بنیاد پر برسوں یاد رکھے جائیں گے۔ ان کی پہلی نماز جنازہ مورخہ ۴/ مارچ کو پٹنہ جنکشن کے قریب ادا کی گئی جس میں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی قاسمی، مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن صاحب مفتی امارت شرعیہ کے علاوہ امارت شرعیہ کے علماء کرام کا ایک وفد شریک ہوا۔ نماز جنازہ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے پڑھائی۔

امارت شرعیہ کے ایمبولینس سے لاش کو ان کے آبائی وطن مبارک پور، سہرسہ لے جایا گیا جہاں ۵/ مارچ کو تدفین عمل میں آئی۔ امارت شرعیہ میں منعقد تعزیتی نشست کی صدارت قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے کی، جس میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تعزیتی مجلس کا آغاز مولانا اسعد اللہ نالندوی مینیجر نقیب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

سیاہ قانون ملک کی پیشانی پر بدنما داغ: رضوان احمد ندوی

جب بھی ملک میں زوال آیا، ہماری ماؤں اور بہنوں نے کمان سنبھالی، اور ملک کو خطرات سے نکال کر صحیح سمت دیا، اس وقت یہ بہنیں سی اے اے، این پی آر اور این آر سی جیسے کالے قانون کے خلاف میدان میں اتری ہوئی ہیں، جو اس بات کی علامت ہے کہ اس میں ہمیں کامیابی ملے گی، کیوں کہ یہ قانون ملک کی پیشانی پر بدنما داغ ہے۔ یہ باتیں مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف نے شہریت ترمیمی قانون کے خلاف پھلواری شریف کے محلّہ خلیل پورہ میں کئی ہفتوں سے جاری خواتین کے پرامن احتجاجی مظاہرہ سے کہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ماں اور بہنوں نے ثابت کر دیا کہ وہ امور خانہ داری کے ساتھ ملک کو بھی چلانے کی طاقت رکھتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس وقت ملک کے مختلف شہروں میں بڑی تعداد میں ہمارے گھروں کی ماں اور بہنیں جس طرح منظّم طریقہ سے مظاہرہ کر رہی ہیں، ہم ان کے ہمت وحوصلہ کی داد دیتے ہیں اور انہیں سلام کرتے ہیں کہ وہ محاذ پر ڈٹی ہوئی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سیاہ قانون کے خلاف احتجاجی تحریک کو مزید قوت دی جائے اور آئینی طریقے پر اپنی لڑائی جاری رکھی جائے، کیوں کہ نفرت کی سیاست کرنے والوں کی اب الٹی گنتی شروع ہونے والی ہے، ابھی تو ریاستیں ہی ہاتھ سے نکل رہی ہیں، اونچی کرسی بھی کھسکنے والی ہے، اس لیے کہ دنیا کہ تاریخ بتاتی ہے کہ ظلم وزیادتی کرنے والے حکمرانوں کا انجام بہت برا ہوتا رہا ہے۔ مولانا ندوی نے کہا کہ مودی حکومت عوام کو اصل مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے یہ قانون لائی ہے تاکہ لوگ بے روزگاری اور مہنگائی کے بارے میں سوال نہ کریں، کیوں کہ اس وقت ملک کی معیشت آخری پائدان پر پہونچ گئی ہے، جو ماضی میں نہیں دیکھی گئی تھی، کمپنیوں میں تالے لگ رہے ہیں، ملازمین کی چھٹیاں ہو رہی ہیں، روزمرہ کی اشیاء خوردنی کے دام آسمان چھور ہے ہیں، حکومت اپنی ان ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے یہاں کے باشندوں کو غیر ضروری قانون میں الجھانا چاہ رہی ہے۔ اور عوام میں انتشار پیدا کر رہی ہے۔ اگر سارے طبقہ کے لوگ متحد ہو کر حکومت کے خلاف آواز بلند کریں گے اور اپنی اس احتجاجی تحریک کو قوت وتوانائی بخشیں گے تو حکومت اپنے منصوبہ میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگی۔ مولانا نے اپنے ایک گھنٹہ کے خطاب میں اس سیاہ قانون سے پیدا ہونے والے مستقبل کے خطرات اور اندیشوں کا اظہار کیا اور حکومت سے اس کو واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس موقع پر جناب محبوب عالم خلیل پورہ نے بھی اس قانون کے خلاف تحریک کو جاری رکھنے پر زور دیا۔

متحد اور بے خوف ہو کر حالات کا مقابلہ کریں: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

’’ملک تاریخ کے بدترین دور سے گذر رہا ہے، یہاں ہر دن نئی نئی مشکلات کا سامنا ہے، یہ معاملہ کسی خاص مذہب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہر نگر ہر ڈگر کا ایک سا حال ہے۔ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی نام پر ملک کے شہریوں کو بانٹا جا رہا ہے، ملک کی سلمیت کو خطرے میں ڈالا جا رہا ہے، سیاست نفرت کی ہے اور ملک کو بانٹنے کی ہے۔ ریاستی اسمبلیاں اس قانون کے خلاف ہیں، جو ملک کے لیے اچھی علامت نہیں ہے۔‘‘ ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم وفاق المدارس اسلامیہ کے ناظم اور ہفت روزہ نقیب کے مدیر محترم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے حاجی پور میں این آر سی، این پی آر اور سی اے اے کے خلاف منعقد میں میٹنگ میں کیا۔ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی تحریک وتجویز پر باغ ملی ویلفیئر ٹرسٹ کی جانب سے یہ میٹنگ منعقد ہوئی تھی۔ اس موقع پر مفتی صاحب نے کہا کہ کام کے طریقۂ کار کو ملحوظ رکھنا چاہئے، باغ ملی، حاجی پور کے کچھ لوگوں کو احتجاج ومظاہرہ کرنے کی پاداش میں مقدمات میں پھنسائے جانے پر مفتی صاحب نے افسوس کا اظہار کیا، اور فرمایا کہ قانون کی لڑائی قانون کے ذریعہ ہی لڑی جانی چاہئے۔ ہماری تحریک پر امن ہے اور ہم تشدد کے ہمیشہ سے خلاف رہے ہیں، اور واقعہ ہے کہ جب تک سی اے اے مخالف تحریک کے لوگ کام کر رہے تھے، پرامن طور پر کام ہو رہا تھا۔ لیکن جب فرقہ پرست طاقتیں میدان میں آئیں دہلی میں قتل وغارت گری کا بازار گرم ہونے لگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فسادی کون لوگ ہیں؟ اور ملک کے امن کو برباد کرنے پر کون لوگ مچلے ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ہمیں ان حالات سے خوف و ہراس میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور متحد و بے خوف ہو کر حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس میٹنگ میں مختلف تنظیموں اور پارٹیوں کے نمائندوں نے گفتگو میں حصہ لیا۔ بھا کپا مالے کی تجویز پر ایک دن کے لیے دھرنا اور احتجاج کرنے پر لوگوں نے اتفاق کیا۔ میٹنگ میں طے پایا کہ حاجی پور شہر کی مختلف تنظیمیں مشترکہ دستخط سے ضلع کی میٹنگ بلائیں گی اور اس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے ہوگا۔ میٹنگ کی تاریخ مشورہ سے بعد میں طے کی جائے گی۔

میٹنگ میں جناب عبد الخالق صاحب ماسٹر عظیم الدین انصاری صاحب، امان اللہ خان صاحب، ڈاکٹر کلیم اختر صاحب، محمد ندیم اختر خان صاحب، جناب حفیظ خان صاحب، جناب صدام حسن وغیرہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا، میٹنگ میں بڑی تعداد میں علاقہ کے لوگوں نے شرکت کی، میٹنگ کا آغاز قاری عبد الحق صاحب امام مسجد باغ ملی حاجی پور کی تلاوت سے ہوا میٹنگ کی صدارت نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کی اور مفتی صاحب کی ہی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

نظم

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ العالی کی شان میں منظوم کلام

آپ کی یہ سادگی اور آپ کا حسن و جمال
دیر تک قائم انہیں رکھے خدائے ذوالجلال
آپ اللہ کے ولی ہیں اور ولیوں کی ہیں آل
آپ کا رتبہ نمایاں، آپ بے حد بے مثال
دشمنانِ ملک و ملت کے لیے شمشیر ہیں
آپ سے ٹکرائے باطل یہ کہاں اُس کی مجال
کھول دیں اپنی زباں تو قول مستحکم بنے
آپ کے آگے نہ کر پائے کوئی پھر قیل و قال
آپ سے مرعوب ہو جائے جو دیکھے آپ کو
مردِ مومن کی نظر سے بچ کے رہنا ہے محال
ہے طبیعت میں متانت عزم ہے مثلِ پہاڑ
فیصلوں میں آپ کے رہتا ہے ہر دم اعتدال
آپ کے مامور ہم ہیں آپ ہم سب کے امیر
کاش ہو جاتی یہ نسبت لم یزل اور لا یزال
فکرِ ملت اور خلوت میں دعائیں آپ کی
روز و شب رہتی ہیں ہم سب پے ہمیشہ بن کے ڈھال
ہم خدا کا شکر جتنا بھی کریں ہوگا وہ کم
آپ کی صورت میں نعمت ہم نے پایا باکمال
دستِ شفقت آپ کا ہم پر یونہی قائم رہے
اس سے زیادہ اور کیا حیدرؔ کرے رب سے سوال

نتیجۂ فکر: اشتیاق حیدر قاسمی سمستی پوری خادم مرکزی دار القضاء امارتِ شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

Volume:60/70,Issue:10 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

یوں تھک کے بیٹھ جانے سے حاصل نہ ہوگا کچھ
مانا کہ پر خطر سہی، پر راستہ تو ہے
(ابرار نغمی)

ملک میں روز افزوں بڑھتی نفرت اور تشدد- ذمہ دار کون؟

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

اہنسا اور عدم تشدد جس ملک کی شناخت رہی ہو، اس ملک میں کسی بھی عنوان سے ہونے والے تشدد کے واقعات بے پناہ قابل مذمت ہیں، ملک کا کوئی شہری دنگا و فساد کو کبھی بھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اس کی پذیرائی کر سکتا ہے۔ بھائی چارہ، پریم، باہمی اخوت و محبت، قومی یکجہتی، آپسی میل جول، کثرت میں وحدت اور گنگا جمنی تہذیب ہی اس ملک کی سب سے بڑی طاقت رہی ہے۔ اس ملک کی تاریخ آزادی اس کی بہترین مثال ہے۔ دوسری جانب تشدد و نفرت، باہمی اختلاف اور فرقہ وارانہ فساد ہمیشہ اور ہر دور میں ملک کے لیے بے حد مضر اور نقصان دہ ثابت ہوا ہے، وطن عزیز کے حق میں اس طرح کا مذہبی تشدد ایک مہلک مرض اور ناسور سے کم نہیں ہے، جس کی تاب لانا اس ملک کے لیے اب ممکن نظر نہیں آرہا ہے۔ پے در پے فرقہ وارانہ فسادات نے ملک کو صرف لہولہان نہیں کیا ہے بلکہ اس کے پورے وجود کو اس قدر متزلزل کر دیا ہے کہ قریب ہے کہ فرقہ پرستی کی کاری ضرب سے ملک کا قومی اتحاد ٹوٹ کر بکھر جائے اور ملک کو پھر ماضی کی طرح نا قابل بیان اور نا قابل تلافی بحران کا سامنا کرنا پڑے، وقت پر ایک ٹانکا مستقبل کے کئی ٹانکوں سے بچا لیتا ہے، اگر ملک کی موجودہ کرب ناکیوں اور تباہیوں کا دانشمندانہ جائزہ لے کر مستقبل کی فکر نہیں کی گئی تو ممکنہ خدشات واقعی حقائق میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ پھر اس وقت وطن عزیز ہمیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

تاریخ ہند کا یہ ورق اہل دنیا پر روشن دن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ جب انگریزوں کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہندو مسلم اتحاد سے غیر معمولی اور بھاری نقصان پہونچا اور اس ملک کے متوالوں نے منظّم طور پر بغاوت کر کے دوبارہ بہادر شاہ ظفر کو پورے بھارت کا عمومی بادشاہ تسلیم کر لیا اور نا قابل تسخیر انگریزوں کے مدمقابل ایک عبوری حکومت قائم کر ڈالی تو ان کی آنکھیں دنگ رہ گئیں اور ہوش اڑ گئے، پھر انہیں اس متحدہ بغاوت کو ناکام کرنے کے لیے بے انتہا جدو جہد کرنی پڑی اور انہوں نے اس کے لیے پوری انگلستانی قوت صرف کر ڈالی اور کامیابی نہیں ملی۔ تب جا کر انہوں نے یہ فارمولہ ایجاد کیا کہ "Divide and Rule" پھوٹ ڈالو اور راج کرو، چنانچہ انگریزی حکومت نے اسی اصول کو اختیار کر کے ملک گیر سطح پر اس کے طول و عرض میں فرقہ وارانہ فسادات انجام دیا، جس کے نتیجے میں وہ بھارت کو اپنا غلام بنانے میں کامیاب ہوگئی، مگر جب اہل وطن نے انگریزوں کی اس ناپاک سازش کا ادراک کر لیا، تو پھر سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوئے اور انگریزوں کو ملک سے ذلت و رسوائی کے ساتھ نکال کر ہی دم لیا، تاریخ ہند کا یہ صفحہ آج پھر بڑے درد و کرب کے ساتھ کسی زخمی فرشتے کی طرح فریادیں کر رہا ہے، اور باہم دست و گریباں اہل وطن کو دعوت وحدت دے رہا ہے۔ یہ ایک سچائی ہے کہ جو بھی شخص گاندھی کے اس دیش میں ناپاک انگریزوں کے مذکورہ بالا فارمولہ کو اپنے فکر و نظر یا قول و کردار سے دہرانے کی کوشش کرے گا وہ کسی بھی طرح اس ملک کا وفادار نہیں ہو سکتا۔

آج اگر ملک میں روز افزوں نفرت اور تشدد میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس ملک کے سرکاری محکموں اور اداروں کے علاوہ ہر شہری کا یہ وطنی فریضہ ہے کہ وہ دیکھے، غور کرے اور جائزہ لے کہ وہ کون سے عوامل و اسباب ہیں اور وہ کون سے داخلی و خارجی محرکات ہیں جن سے ملک میں نفرت کو فروغ مل رہا ہے، اور تشدد کی جڑیں گہری ہو رہی ہیں، ایک قوم دوسری قوم سے دن بدن دور ہوتی جا رہی ہے، سماجی رشتے کمزور پڑتے جا رہے ہیں، مذہب و ذات کی بنیاد پر سیاست کا رواج زور پکڑتا جا رہا ہے، ایک طبقہ کے تئیں دوسرے طبقہ میں کوٹ کوٹ کر بغض و عناد اور عداوت و دشمنی بھری جا رہی ہے، عدم تحمل اور عدم برداشت کا رویہ تہذیب کی شکل اختیار کر رہا ہے، ایک مذہب کے لوگ دن دہاڑے دوسرے مذہب کے فرد کی برسر عام جان لینے کو اپنا مذہبی فریضہ تصور کرنے لگے ہیں، لوگوں کا ہجوم منٹوں اور لمحوں میں مذہبی تشدد کے نعروں کے ساتھ کسی بھی بستی کو نذر آتش کرنے کے در پے نظر آ رہا ہے۔ آخر کیوں؟ اس کی تہ میں جانا، اس کے مضمرات اور اس کے رازہائے سربستہ کا سراغ لگانا اور اس کی پشت پر کارفرما قوتوں کو بے نقاب کرنا اور ان چھپے چہروں کو سامنے لا کر دو دو چار کرنا کہ آخر وہ اس میں چاہتے کیا ہیں؟ عدلیہ کے ساتھ ساتھ یہ ہر ہندوستانی شہری کا بھی فرض ہے، ورنہ وہ آپس میں لڑ کر تاش کے پتوں کی طرح بکھر جائیں گے، پھر ملک کی روایات و اقدار، شوکت و وقار اور صدیوں پر محیط اس کی شان و عظمت کا کیا ہوگا؟ جس ملک میں آئے دن روح فرسا اور انسانیت سوز ایسے واقعات رونما ہوتے ہوں، کیا ایسے ملک کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر کوئی مثبت اور اچھی رائے قائم کی جا سکتی ہے؟ یہ منفی رجحان پورے ملک کے لیے سوہان روح اور لمحۂ فکریہ ہے۔

آج سے دس سال پہلے کے بھارت اور آج کے بھارت میں کتنا فرق آ گیا ہے، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، وہ چائے اور پان کی دکانیں جہاں ہر دھرم کے لوگ ایک ساتھ سماج سدھار پر چرچا اور تذکرے کیا کرتے تھے، آج دکانیں الگ الگ نظر آ رہی ہیں، ہر مذہب کے ماننے والوں کی تقریبات و شادیات کے موقع پر دوسرے مذاہب کے پڑوسیوں کا ہجوم نظر آتا تھا، اب نگاہیں ایسے منظر کو ڈھونڈھتی ہیں، عوامی جگہوں (Public Places) اور گاڑیوں میں ایک دوسرے کے فاصلے اور دوریوں کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کیا یہ وہی گنگا جمنی تہذیب کا حامل ملک بھارت ہے۔

ملک کی مثال ایک گھر اور ایک خاندان کی سی ہے، جس طرح ایک گھر کے ماحول کو پر امن بنائے رکھنے کے لیے تمام افراد خانہ کا متحمل مزاج اور صاحب اخلاق اور نیک خو ہونے کے ساتھ ایک دوسرے کے تئیں نہایت خیر خواہ اور دردمند ہونا ضروری ہے، اسی طرح ملک کے تمام شہریوں کا مذکورہ صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ قدرت نے ہر شخص کو علاحدہ علاحدہ ذہن و دماغ دیا ہے، جس کا لازمی نتیجہ اختلاف آراء ہے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی دو شخص کی سوچ اور فکر ہر معاملہ میں ایک جیسی نہیں ہو سکتی، خواہ وہ دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتے ہوں، ہر فیملی، ہر خاندان اور اجتماعی زندگی کی تمام تصویروں میں فکری اختلاف نمایاں طور پر نظر آتا ہے، یہ ایک فطری شئے ہے جسے اہل دانش نے آج تک پسندیدگی اور استحسان کی نظر سے دیکھا ہے، اسی طرح کے اختلاف آراء سے دنیا میں ترقی کے بند دروازے اور بلندی کی نئی راہیں کھلی ہیں، تاہم جب یہ اختلاف گھر سے لے کر ملک تک کسی بھی اجتماعی شعبۂ حیات میں بغض و عناد اور نفرت و دشمنی کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو خواہ وہ گھر اور خاندان ہو یا ریاست و ملک، وہاں قتل و غارت گری کا اور ظلم کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور انسانیت ایسے لوگوں پر شرمسار ہو کر ماتم کرتی اور سینہ پیٹتی ہے اور خون ریزی کے اس عالم میں انسانی سماج جانوروں سے بدتر نظر آتا ہے۔

ہمارے ملک بھارت میں ہندو مسلم یکجہتی کی تاریخ کافی پرانی ہے، کم و بیش تیرہ چودہ صدیوں سے ہندو مسلم ایک ساتھ پر امن اور مثالی زندگی گذارتے آئے ہیں، نہ جانے کتنے راجاؤں اور بادشاہوں نے یہ خوبصورت جلوے دیکھے ہیں۔ ہمیں جاننا ہوگا کہ انگریزوں کے بعد وہ کون سے ملک دشمن عناصر ہیں جو اس ملک کی داخلی سلامتی، امن و امان اور آپسی بھائی چارہ کے لیے زہر ہلاہل ثابت ہو رہے ہیں؟ اور اس نظریے کے لوگ جب سے حکومت میں آئے ہیں محبت کی جگہ نفرت و تشدد، امن و سکون کی جگہ بدامنی و بے چینی نے لے لی ہے اور پورے ملک کا ماحول ایسا بدل چکا ہے کہ اگر عدلیہ کا پاس و لحاظ نہ ہو تو نفرت کے سوداگر پورے ملک کو نفرت کی آگ میں جھونک دیں۔ حالانکہ بھارت ایک سیکولر، غیر مذہبی اور جمہوری ملک ہے، جس کا صاف سادہ مطلب یہ ہے کہ اس ملک کے حکومتی ڈھانچہ کا کوئی خاص مذہب نہیں ہوگا، وہ ایک مذہب کی طرف دار ہو کر کوئی اقدام یا کام ہرگز انجام نہیں دیگی، اسے ہر حال میں نیوٹرل (neutral) رہنا ہوگا اور ثالثی کا کردار نبھانا ہوگا، اس کا کسی بھی مذہب کی طرف جھکاؤ یا کسی قسم کی مذہبی سرپرستی فراہم کرنا ملک کے دستور کی روح سے کھلواڑ کرنے کے مترادف ہوگا، اور یہ عمل ملک بھارت کی جمہوریت کے حق میں سب سے بڑا ظلم ثابت ہوگا، جسے عوام اور عدلیہ ہرگز برداشت نہیں کرے گی، یاد رہے کہ آئین کی تشکیل کے وقت عدلیہ کی بالادستی کو قبول کرنے کی اصل غرض یہی تھی کہ جب بھی کوئی برسر اقتدار حکومت آئین و قانون کی غرض و غایت اور اس کی تمہید کے خلاف ناپاک ارادہ کرے گی تو عدلیہ بروقت اس ظالم حکومت پر سخت نکیل کسے گی اور ملک کے جمہوری دستور کی بقاء کے لیے اپنا فریضہ انجام دے گی۔

اپنے سیاسی مفاد کے لیے فرقہ وارانہ فساد کا گڑا مردہ اب تک جو لوگ جن ذرائع سے بار بار اکھاڑنے کا کام انجام دیتے آئے ہیں، ملک کی عوام ان کے ناپاک ارادوں کو بہ خوبی جانتی ہے۔ ایک اہم اور بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا عدلیہ انہیں نہیں جانتی؟ اور ان کی کالی کرتوتوں کو بہ طور ثبوت اکٹھا نہیں کر سکتی ہے؟ اور انہیں کیفر کردار تک نہیں پہونچا سکتی ہے؟ ضرور کر سکتی ہے، اندھیروں میں امید کی آخری کرن اگر ہے تو وہ اس ملک میں فقط عدلیہ ہے۔

ایوان عدالت قائم ہے، لازم ہے کہ پھر فریاد بھی ہو
جس دل کا ہوا ہے خوں اتنا لازم ہے کہ وہ دل شاد بھی ہو

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)